تذکرہ ہوتا رہے شبیرؑ کا

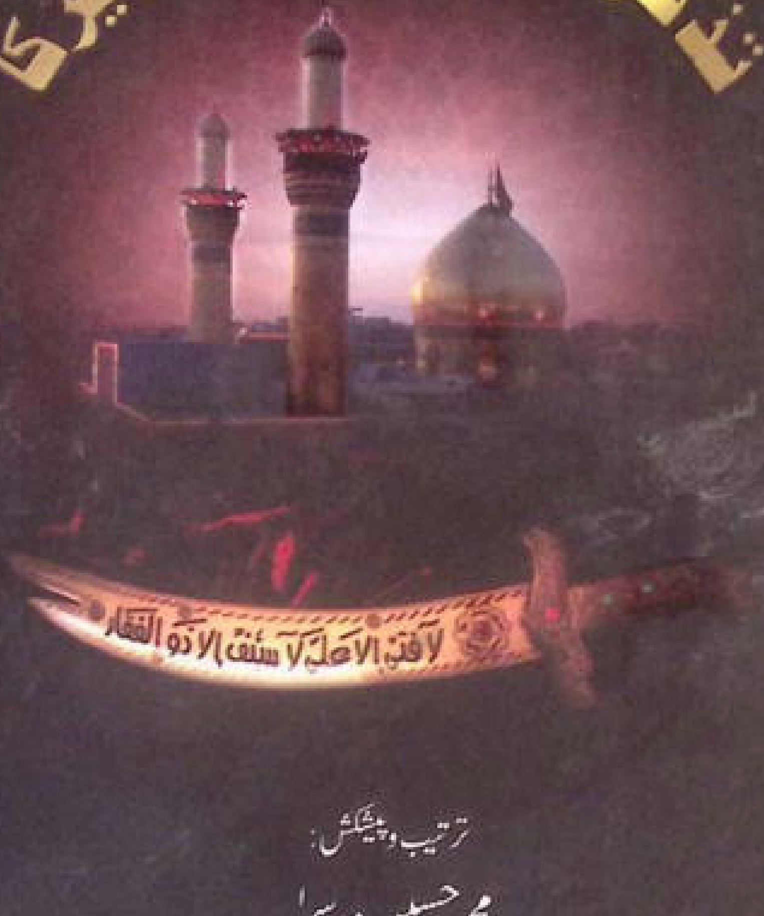

ترتیب و پیشکش:

محمد حسین موسیٰ

انجمنِ ذوالفقار حیدری

www.sachaybhai.com

بسم الله الرحمن الرحيم

maablib.org

تذکرہ
ہوتا رہے
شبیرؑ کا

maablib.org

جملہ حقوق محفوظ

کتاب کا نام: ”تذکرہ ہوتا رہے شبیرؑ کا“

تالیف وتوضیح: محمد حسین موسوی

کمپوزنگ: سید محمد حیدر نقوی

ٹل: امتیاز حسین

ن نمبر: 0092 321 8207 110

التماس سورۂ فاتحہ

تمام مرحومین انجمن ذوالفقار حیدری

خصوصاً

مرحوم شاعر اہل بیتؑ سید علی محمد ابن یاور عباس رضوی

مرحوم سید علی عباس رضوی ابن یاور عباس رضوی

مرحوم سید آلِ حیدر رضوی ابن آلِ نبی

maablib.org

شہدائے ملت جعفریہ

خصوصاً

شہید سید سبط جعفر زیدی ابن سید احمد میاں زیدی

شہید عاشق عباس ابن قاسم علی

شہید سید شجاع عابدی ابن سید حبیب حسن عابدی

شہید مختار احمد اعظمی ابن غلام حسین اعظمی

شہید باقر احمد اعظمی ابن مختار احمد اعظمی

شہید ڈاکٹر جعفر محسن رضوی ابن ڈاکٹر باقر حسین رضوی

شہید سید محمد حیدر کاظمی

شہید قاسم علی

شہید جاوید حسن

شہید سید علی مہدی

شہید امان اللہ

شہید سید عون محمد نقوی (عون شاہ) ابن سید وصی محمد نقوی

شہید سید مظاہر حسین جعفری (سنی شاہ) ابن سید محبوب حسین جعفری

شہید سید مظہر عباس نقوی ابن سید غلام عباس نقوی

پیش لفظ

عزاداری سید الشہداؑ ایک ایسا نور ہے جس سے اس دنیا میں چہرہ روشن رہتا ہے اور جب یہ آنکھیں بند ہوتیں ہیں تو قبر منور ہو جاتی ہے۔

سید علی محمد رضوی، ایک ایسے ہی عزادار کا نام ہے جو سارے عالم میں سچے بھائی کے نام سے مشہور ہیں مجھے یہ کہتے ہوئے بہت فخر محسوس ہوتا ہے کہ میں سچے بھائی سے بہت متاثر ہوں۔

آج اگر چہ وہ ہمارے درمیان نہیں لیکن ہر ۲۹ ذالحجہ کو علم کشائی میں جب علمِ حضرت عباسؑ "اونچا رہے اپنا علم" کی صداؤں میں بلند ہوتا ہے، تو سچے بھائی کا نام بھی اس علم کے طفیل آسمان کی بلندیوں پہ نظر آتا ہے۔

سچے بھائی کے ذکر سے خیالوں میں ایک یادوں کی برات آجاتی ہے، وہ شب بیداریاں وہ جلوس عزا اور ان کا وہ انداز بیاں وہ خود بڑے پائے کے شاعر تھے اور ساتھ ہی دوسرے شعراء جن میں مجاہد لکھنوی، مولانا حسن امداد، نسیم امروہی اور دیگر اساتذہ کا کلام کچھ اس طرح سے پیش کیا جو آج بھی کانوں میں گونجتا ہے اور وہی طرز اور ماتم اور نوحے فرش عزا کی زینت ہیں۔

سچے بھائی سے تمسک قائم رکھنے کی لگن نے مجھے اللہ کی طرف سے یہ توفیق عطا کی کہ میں ایک ایسی بیاض مرتب کروں، جس میں ان کے سنائے ہوئے بیشتر کلام موجود ہیں، اور بحمد اللہ یہ عملِ خیر تکمیل پا گیا، اس کی تکمیل میں اگر کہیں کوئی کوتاہی دیکھیں تو میری کم علمی سمجھ کر در گزر کیجئے گا۔

اللہ سید علی محمد رضوی (سچے بھائی) اور تمام ہمارے مرحومین عزاداران حضرت امام حسینؑ کے درجات بلند کرے جو اپنی قبور میں آرام فرما رہے ہیں اور صادق آل محمدؐ اس ناچیز کی اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں۔

maablib.org

والسلام

خاکپائے بوذر و سلمان: محمد حسین موسیٰ

فہرست | صفحہ نمبر

سید علی محمد رضوی سچے

۱) تمام حمد و ثنا ہے فقط خدا کیلئے	حمد	16
۲) سرنگوں ہوتے ہوئے عظمتِ سدرا دیکھی	نعت	17
۳) کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں	نظم	18
۴) جو بندہ کام آیا ہو خدا کے نہ خدا بن کر	منقبت	29
۵) بجھ نہیں سکتا چراغِ نورِ ایمانِ غدیر	منقبت	30
۶) دعاؤں کا ثمرِ خوشگوار ہاتھ میں ہے	منقبت	32
۷) قائم حدیبیہ جو ہے صلحِ حسنؑ سے ہے	منقبت	34
۸) کھول دی آنکھیں بالیقیں پر ہم نے پاکر خوشبوئے علیؑ	منقبت	35
۹) پڑھ کے ہم نادِ علیؑ سینوں پہ دم کرتے ہیں	منقبت	36
۱۰) جان کر میں نے علیؑ کو ہے خدا جانا نہیں	منقبت	38
۱۱) میں علیؑ کو خدا بھی نہیں مانتا	منقبت	40
۱۲) فاتحِ بدر و اُحد خندق و خیبر بولے	منقبت	41
۱۳) کیا کہوں نہیں ہے کیا اور کیا علیؑ کا ہے	منقبت	43
۱۴) کیوں تعجب ہے ملک بہرِ سلام آتے ہیں	منقبت	45

۱۵) دونوں ہاتھوں پہ پیمبرؐ نے اٹھا کے سامنے	منقبت	46
۱۶) کچھ تو دیکھا ہے علیؑ میں جو خدا مانے ہیں	منقبت	48
۱۷) وفا کے گھاٹ پر یوں کیسا کیسا باوفا ٹھہرا	منقبت	50
۱۸) حصار نور میری وسعتِ بیاں میں نہیں	منقبت	51
۱۹) لکھوں تو کیا لکھوں بھلا نقطۂ با کے باب میں	منقبت	53
۲۰) یہ زمیں اِن سے فلک اِن سے فضا اِن سے ہے	منقبت	55
۲۱) ہمارے ہاتھ بھی ہے انبیاء کا اک شعار آیا	منقبت	57
۲۲) عین ایماں ہے اطاعت آپؐ کی	منقبت	58
۲۳) علیؑ مولا علیؑ علیؑ مولا علیؑ	منقبت	60
۲۴) نبیؐ کے نور کا صدقہ ہے زندگی کیا ہے	منقبت	63
۲۵) پس پردہ یہ جو بھی بولتا ہے	سلام	64
۲۶) اللہ کا اللہ کے بندوں کا نبی کا	سلام	66
۲۷) خدا نے عالم امکاں کو جب قرار دیا	سلام	68
۲۸) ہم کو ہے اپنی جان سے پیارا غمِ حسینؑ	سلام	70
۲۹) سوا نبیؐ کے علیؑ سے بہتر کوئی نہیں ہے کوئی نہیں	سلام	72
۳۰) نازاں ہیں ہم کہ ہم کو درِ مرتضیٰؑ ملا	سلام	75
۳۱) اکبرؑ نے خونِ دل کی روانی سمیٹ کے	سلام	77
۳۲) اشکِ غم میں ہیں نہاں کرب کے منظر کتنے	سلام	79
۳۳) سینے پہ جو لکھی ہے وہ تحریر بہت ہے	سلام	80

۳۴) وہ جس نے اجرِ رسالت ادا کیا ہی نہیں	سلام	82
۳۵) نورِ محمدی کا یہ اعجاز ایک ہے	سلام	84
۳۶) نورِ نگاہِ شافعِ محشر ہے سیدہؑ	سلام	86
۳۷) واقفِ مرتبہ آلِ پیغمبرؐ نہ ملا	سلام	87
۳۸) حق ہے علیؑ کے ساتھ علیؑ ہیں نبیؐ کے ساتھ	سلام	89
۳۹) دل کی زینت یوں شہہِ کرب وبلا کا غم ہوا	سلام	90
۴۰) کُلِ ایمان کی تقدیر جنابِ زہراؑ	سلام	91
۴۱) آئینۂ جمالِ رسالت ہے فاطمہؑ	سلام	92
۴۲) کرلوں بس ایک بار زیارت حسینؑ کی	سلام	93
۴۳) جب شاہِ ذوالفقار سے ٹکرا گئی نظر	سلام	95
۴۴) ہوگا کبھی نہ ذکرِ شہِ تشنہ کام ختم	سلام	97
۴۵) رن میں سوالِ آب پہ جب تیر چل پڑے	سلام	98
۴۶) زہراؑ کی امانت ہے عزاداریٔ شبیرؑ	سلام	100
۴۷) جانشینیٔ پیمبر کا یہ منظر دیکھنا	سلام	102
۴۸) اتحاد اپنی صفوں میں کیوں نہ ہم پیدا کریں	سلام	103
۴۹) ہم جب برائے ماتمِ سرورؑ نکلتے ہیں	سلام	105
۵۰) محبوبِ الٰہی کے دلارے ہیں حسینؑ	سلام	107
۵۱) کسے ہے اُس کی فضیلت کی انتہا معلوم	سلام	109
۵۲) ذوالفقارِ علویؑ دستِ اسدؑ مانگتے ہیں	سلام	111

۵۳) نفسِ حق نفسِ نبیؐ لائے گا کون	سلام	112
۵۴) حق بات تو یہی ہے اللہ جانتا ہے	سلام	114
۵۵) لے کے پیغام یہ شبیرؑ کا گھر گھر پہنچو	سلام	116
۵۶) خدائی جس کی ہے اُس ناخدا کو یاد کرو	سلام	117
۵۷) کوئی گھر فاطمہؑ کے گھر سے ہو بڑھ کر تو ہم جانیں	سلام	118
۵۸) جو کھا کے تیرِ ستم رن میں بے زباں تڑپا	نوحہ	120
۵۹) دخترِ شبیرؑ کی تشنہ دہانی دیکھ کر	نوحہ	121
۶۰) پُر ہول فضائیں ہیں جنگل ہے اندھیرا ہے	نوحہ	122
۶۱) اسلام اور عزاداری، اسلام اور عزاداری	نوحہ	123
۶۲) ہوگئی ختم جفا اصغرؑ بے شیر کے ساتھ	نوحہ	125
۶۳) اُٹھا کوئی جنازہ پھر سیدہؑ کے گھر سے	نوحہ	126
۶۴) فاطمہؑ کے چین نے علیؑ کے نورِ عین نے	نوحہ	127
۶۵) لہو حسینؑ کا ہے رائیگاں نہ جائے گا	نوحہ	131
۶۶) یاد جب آ گئی لختِ دلِ شبیرؑ کی پیاس	نوحہ	134
۶۷) گھر میں اہلبیتؑ کے ماتم ہے خیبر گیر کا	نوحہ	136
۶۸) تذکرہ ہوتا رہے شبیرؑ کا	نوحہ	137
۶۹) حق و صداقت کی راہوں کو روک سکو تو بے شک روکو	نوحہ	139
۷۰) ہائے نونہالوں کے میرِ کارواں اصغرؑ	نوحہ	142
۷۱) اونچا رہے اپنا علم	نوحہ	146

۷۲) آج پھر ہم نے سجایا ہے علم تیرے لئے	نوحہ	150
۷۳) خیمہ والا نے دی آوازاے ہمشکل پیغمبر علی اکبرؑ سدھارو	نوحہ	151
۷۴) ہم لوگ صداؤں پہ صدا دیتے رہیں گے	نوحہ	154
۷۵) کشتۂ خنجر ہائے حسینؑ	نوحہ	157
۷۶) شہید معرکۂ جہد وارتقا ہیں حسینؑ	مسدس	159

مجاہد لکھنوی

۷۷) ہمیں کیا ڈر جو محشر میں خدا کا سامنا ہوگا	سلام	163
۷۸) شہ سے عباسؑ کو گراذنِ وغا مل جاتا	سلام	165
۷۹) ہم کہتے رہیں گے سدا یا علیؑ یا علی	سلام	167
۸۰) رکھتا ہے اثر کیسا ذکرِ غم سرور بھی	سلام	171
۸۱) کس لئے شکوہ ہے لب پر گردشِ ایام کا	سلام	173
۸۲) پہلے مولاؑ نے میرے، دستِ کرم رکھا ہے	سلام	175
۸۳) بن گئے کتنے خدا کتنے پیمبر بن گئے	سلام	177
۸۴) اٹھایا شاہؑ نے بارگراں اسلام کی خاطر	نوحہ	179

یاور عظمیٰ

۸۵) قطرۂ خوں ہی رہا ہوگا مگر کیا ہوگیا	سلام	181
۸۶) دکھلائے نہ اللہ برادر کا جنازہ	نوحہ	183
۸۷) خیمہ آگئے مشک آگئی عباسؑ نہ لوٹے	نوحہ	185
۸۸) ہے یوں تو کرم عام خدائے ازلی کا	مسدس	187

تجمل لکھنوی

۸۹) ابتدائے ظلم اپنی انتہا تک آگئی	سلام	193
۹۰) کہہ رہا ہے رَن میں آنا اصغرؑ بے شیر کا	سلام	195
۹۱) غمِ حسینؑ کا دل سے اثر نہیں جاتا	سلام	197
۹۲) انعام خدا سب کو میسر نہیں ہوتا	سلام	198
۹۳) صبر میں ایوب سبط مصطفٰے کے سامنے	سلام	200
۹۴) کیا وصف ہوں بیان محمدؐ کی آل کے	سلام	202
۹۵) اہل دنیا لائیں گے کس طرح حیدرؑ کا جواب	سلام	204
۹۶) جا نکاہ واقع ہیں شہہِ تشنہ کام کے	سلام	206

مولانا حسن امداد

۹۷) اس پر بھی کوئی ان کو نہ مانے تو غضب ہے	نوحہ	208
۹۸) دبے جب ہم نہ اگلوں سے تو ان کی کیا حقیقت ہے	مخمس	210

وصی فیض آبادی

۹۹) کوئی اشک غمِ شبیرؑ پہ کیا ناز کرے	سلام	213
۱۰۰) زیر قدم ہے قبر کی منزل آگے حشر کا میداں ہے	سلام	215
۱۰۱) شام کے زندان میں غربت کے سائے آج بھی	نوحہ	217

محشر لکھنوی

۱۰۲) شاہِ مرداں شیر یزداں قوت پروردگار	مخمس	219
۱۰۳) حیدریم قلندرم مستم بندہ مرتضٰی علی ہستم	منقبت	222

سید سجاد احمد رزمی

۱۰۴) مثلِ حسینؑ کفر سے ٹکرانا چاہئے | سلام | 226

۱۰۵) یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں | | 228

غلام حسین سلم

۱۰۶) دینِ خدا ہیں جانِ شریعت حسینؑ ہیں | مخمس | 231

۱۰۷) جبینِ شوق کو جس کی نجف کا در نہیں ملتا | سلام | 236

کاظم

۱۰۸) گھٹا الم کی اگر چھا گئی تو کیا ہوگا | نوحہ | 239

پیام عظمیٰ

۱۰۹) خدا کے دین کا پرچم بلند ہو کے رہا | مسدس | 240

افتخار عارف

۱۱۰) وہی دشت ہے وہی دھوپ ہے وہی گھرانہ ہے | نوحہ | 244

انصر

۱۱۱) شدتِ درد سے کیوں وردِ کے منظر نہ جلے | سلام | 246

انور

۱۱۲) تھی زندگی وہی اک پل جو حُر گزار گیا | سلام | 248

ساحر فیض آبادی

۱۱۳) حسینؑ ابن علیؑ عرش آشیاں ہے | سلام | 250

تاثیر نقوی

۱۱۴) رکھا ہے نبوت کا بھرم نوکِ سناں پر — سلام — 252

نجم آفندی

۱۱۵) سجدے سے سر کسی کا اٹھا روشنی ہوئی — نوحہ — 254

تمکیش

۱۱۶) کعبۂ دین ہے نمائندہ داور ہے حسینؑ — مخمس — 256

زیدی

۱۱۷) رہ ثبات میں کتنوں کی یادگار بنی — نوحہ — 260

جوش ملیح آبادی

۱۱۸) کیا نماز شاہ تھی ارکانِ ایمانی کے ساتھ — سلام — 262

آصف زیدی

۱۱۹) دعاؤں کا سلیقہ تب نہیں تھا — نوحہ — 264

نسیم امروہی

۱۲۰) تمام خلق کا خدمت گزار ہے پانی — نوحہ — 266

حمد

تمام حمد و ثنا ہے فقط خدا کیلئے
درود اور سلام اہلِ اثما کیلئے

بچھا رہا ہوں عقیدت کے پھول قدموں میں
ہمارے اشک ہیں رومالِ سیدہؑ کیلئے

تمام پھیل گئی گھر میں خوشبوئے زہراؑ
بچھایا فرش جہاں مجلسِ عزا کیلئے

مٹا دے ہم کو زمانہ کہاں یہ ممکن ہے
دعا بتولؑ نے کی ہے میری بقا کیلئے

میرے نصیب کا تارہ بھی جگمگا اٹھے
حضورؐ ہاتھ اٹھادیں اگر دعا کیلئے

ثنائے آلِ محمدؐ میری عبادت ہے
لکھے یہ شعر نہیں ہیں کسی جزا کیلئے

بہارِ جنت و فردوس و کوثر و تسنیم
یہ گردِ راہ ہے مولاؑ تیرے گدا کیلئے

نعت

سرنگوں ہوتے ہوئے عظمتِ سدرا دیکھی
شانِ محبوب الٰہی شبِ اسرا دیکھی

اپنے محبوب کی مہمان نوازی کے لئے
ہم نے بے تابئ اللہ تعالٰی دیکھی

زیرِ نعلین نظر آیا فرشتوں کا امام
سارے نبیوں کی جبیں زیرِ کفِ پا دیکھی

قدم سیدِ لولاکؐ کے چھونے کے لئے
ہے جبیں عرش کی کرتے ہوئے سجدہ دیکھی

مدح کرتے ہوئے محمود کو احمدؐ کی ثنا
نعتِ احمدؐ میں زباں حق کی ہے گویا دیکھی

پردۂ نور پہ ایک کھینچ کے تصویرِ حبیبؐ
خود مصوِّر نے اک عرصہ تنِ تنہا دیکھی

اے زہے صلِّ اللہ سیّدی مکّی مدنی
پہلے خالق نے تیری صورت زیبا دیکھی

حلق سے نیچے اُترنا تھا نہ اُترا اسلام
کلمہ تو پڑھ لیا تھا شیخ نے دیکھا دیکھی

نظم

کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں

عدم کو جس نے وجود بخشا
وجود کو پھر نمود بخشا
نمود کو تازگی عطا کی
عطا کی حد حشر سے ملا دی
ہر ایک ذرے کو زندگی دی
شعور کو جس نے آگہی دی
ہے جس کا ہر شے پہ نام کندہ
وہ کون ہے جس کا میں ہوں بندہ

کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں
یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں

یہ آسماں یہ برستا ساون
یہ لہلہاتا مہکتا گلشن
یہ سبزہ گل کا نرم بستر
یہ کہکشاں کی حسین چادر
یہ چاند سورج چمکتے تارے
حسین قدرت کے یہ نظارے
دمکتے ہیں کس کی چاہ میں یہ
مہکتے ہیں کس کی راہ میں یہ
کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں
یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں

وہ نور جس میں ہے نور اس کا
وہ فہم جس میں شعور اس کا
وہ نفس جس میں ہے وہ سمایا
وہ جسم جس کا نہیں ہے سایا
جو پارۂ نورِ بے بہا ہے
تمام عالم کا آسرا ہے
زمیں پہ رحمت کا آسماں ہے
فلک پہ کس کا وہ مہماں ہے
کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں
یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں

زمین ہے نہ یہ آسماں ہے
عجیب عالم عجب سماں ہے
نہاں نہیں ہے نہ وہ عیاں ہے
ہے کوئی موجود پر کہاں ہے
اُدھر یقیں ہے اِدھر گماں ہے
پس ایک پردہ سا درمیاں ہے
نکل رہے ہیں یہ کس کے بازو
سمٹ رہی ہے حدِ مَن و تُو
کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں
یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں

محمد مصطفےٰؐ سے پہلے
قدم کسی کے یہاں نہ پہنچے
یہاں سے بھی کچھ ذرا سا آگے
جہاں پہ جلوے ہیں لامکاں کے
جو نطق کو ساز دے رہا ہے
نبیؐ کو آواز دے رہا ہے
یہ کون ہے کیا ہے نام اس کا
یہاں بھلا کیا ہے کام اس کا
کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں
یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں

یہاں میانِ خدا و بندہ
وجود ممکن نہیں کسی کا
یہاں پہ مہماں کا ساتھ دینے
نبیؐ کے ہاتھوں میں ہاتھ دینے
جو نور پیکر میں ڈھل رہا ہے
یہ ہاتھ جس کا نکل رہا ہے
خدا نُما ہے کہ یہ خدا ہے
خدا نہیں ہے تو اور کیا ہے
کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں
یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں

خدایا مجھ کو معاف کر دے
نگاہ میں حق کا نور بھر دے
یہ پردۂ درمیاں اٹھا دے
حقیقت مرتضیٰؑ دکھا دے
حبیبؐ کا واسطہ ہے تجھ کو
خدایا اتنا بتا دے مجھ کو
جو تجھ سے منسوب تیرا در ہے
تیرا ہی ہے یا علیؑ کا گھر ہے
کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں
یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں

مکاں ہے یہ تُو لامکاں ہے
کسے پتا تیری حد کہاں ہے
کوئی نہیں اور جس سے پوچھوں
نہ تجھ سے پوچھوں تو کس سے پوچھوں
گھٹا کی صورت میں لوگ گِھر کے
جدارِ کعبہ کے گرد پھر کے
یہ کس کو سجدے گذارتے ہیں
یہ کس کو آخر پکارتے ہیں
کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں
یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں

عجب ہے بندہ خدا نما سا
خدا نہیں ہے خدا ہے لگتا
ہے ملتا جلتا کلام اس کا
خدا ہی جیسا ہے نام اس کا
ہر اک جا اس کا نور بھی ہے
جلا چکا کوہِ طور بھی ہے
ہوا جو کعبے سے آ رہی ہے
علیؑ علیؑ گنگنا رہی ہے
کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں
یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں

علیؑ کا چہرہ علیؑ کے بازو
علیؑ کی آنکھیں علیؑ کے گیسو
علیؑ کا جسم اور علیؑ کی خوشبو
علیؑ کی رگ رگ میں ہے رواں تو
ہر ایک کروٹ ہر ایک پہلو
نہیں کوئی فرق ہے سرِمو
ہر اِک ادا میں تیری ہی خُوبُو
ہے تو علیؑ یا علیؑ میں ہے تو
کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں
یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں

ندا یہ آئی نہ بہکو اتنا
زبان کھولو ہے عِلم جتنا
وہ بسترِ نور جس پہ سو کر
وہ ہاتھ جن پہ بلند ہوکر
زمین سے میں آسماں ہوا ہوں
ورائے وہم و گماں ہوا ہوں
وہ اصل ہے اور اصول ہوں میں
شریکِ نورِ رسولؐ ہوں میں
کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں
یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں

وہ نُور میں جب کے ڈھل رہا تھا
میں ساتھ کروٹ بدل رہا تھا
فلک سے جب وہ زمین پہ آیا
میں آیا ساتھ اس کے بن کے سایا
وہ عرش پہ جب کے مہماں تھا
وہاں پہ میں شکلِ میزباں تھا
کہیں پہ چھوڑا نہ ساتھ اس کا
ہے کب سے ہاتھوں میں ہاتھ اس کا
کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں
یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں

شرف یہ جو بھی مجھے ملا ہے
یہ اُس کی خدمت کا ہی صلہ ہے
جبینِ محبوب کا ستارہ
خدا نے گھر میں مرے اُتارا
صداقتوں کا اصول بن کر
وہ آئی گھر میں بتولؑ بن کر
جو پارۂ قلبِ مصطفےٰؐ ہے
جو مرکزِ نورِ اِنّما ہے
کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں
یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں

جو دینِ حق پر نکھار ہے یہ
اُسی کے دم کی بہار ہے یہ
یہ دو جہاں جس کے واسطے ہیں
وہ گُل اسی شاخ پر کھلے ہیں
حسنؑ سے سرسبز دو جہاں ہے
حسینؑ سرخیِ گلستاں ہے
اِنہی سے ہے حق کی راہ روشن
ہے کلمۂ لا الہٰ روشن
کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں
یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں

حسینؑ اپنا جو سر نہ دیتے
رہِ وفا میں جو گھر نہ دیتے
پیاسا صحرا میں گر لبِ جو
نہ دیتے عباسؑ اپنا بازو
جو سر سے زینبؑ رِدا نہ دیتی
جو نقشِ باطل مٹا نہ دیتی
تو جانتا کون دین کیا ہے
دراصل فتحِ مبین کیا ہے
کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں
یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں

خدا کے منکر ھبل کے بندے
کدورتیں دل میں ذہن گندے
منافقت کی نقاب ڈالے
حسد کے تن پہ سجائے بھالے
صفوں میں اسلام کی سما کر
وجود سے زیادہ قد بڑھا کر
وہ کلمۂ حق مٹانے نکلے
حسینؑ سر کو کٹانے نکلے
کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں
یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں
وہ فاطمہؑ کے جگر کا پارہ
وہ خون میں اپنے ڈوبا تارہ
وہ بھوکا پیاسا نڈھال تنہا
بشریت کا کمال تنہا
لٹا کے راہِ وفا میں گھر کو
کٹا کے راہِ خدا میں سر کو
بقا کے دوشِ گراں پہ اٹھا
اٹھا تو نوکِ سناں پہ اٹھا
کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں
یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں

اصولِ دین کا کمال بن کر
یزیدیت کا زوال بن کر
مدینے سے آکے کربلا میں
اتر کے صحرائے نینوا میں
جو دینِ حق کی بقا کی خاطر
رہِ خدا میں خدا کی خاطر
حسینؑ نے کُل کمائی دے دی
خدا نے ساری خدائی دے دی
کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں
یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں

وہ معدنِ نور کا ستارہ
وہ حق کی جانب کُھلا اشارہ
پکارتا ہے جسے تڑپ کر
ہے نام جس کا یہ اس کے لب پر
وہی ہے منزل الوہیت کی
وہی تو حد ہے قبولیت کی
وہی ہے سجدہ گہہِ دو عالم
حسینؑ کا سر جہاں پہ ہے خم
کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں
یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں

بشر کا سر فخر سے اٹھا ہے
تمام عالم کا سر جھکا ہے
بس ایک آواز آ رہی ہے
تمام عالم پہ چھا رہی ہے
قبول تیری ہر اِک دعا لے
حسینؑ سجدے سے سر اٹھا لے
لے امّتِ مصطفےٰؐ کو بخشا
تمام اہلِ وِلا کو بخشا
کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں
یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں
اے حاصلِ بزمِ کُن فکاں آ
اے رازِ وحدت کے رازداں آ
زمین پر حق کے آسماں آ
اے مطمئن نفس دوجہاں آ
تمام راہیں سجی ہوئی ہیں
فلک کی باہیں کھلی ہوئی ہیں
بساطِ کون و مکان پہ چھا جا
تو نور ہے نور میں سما جا
کبھی کبھی میں یہ سوچتا ہوں
یہ سوچتا ہوں کبھی کبھی میں

منقبت

جو بندہ کام آیا ہو خدا کے نہ خدا بن کر
وہ کرتا بھی تو کیا کرتا نصیری کا خدا بن کر

سبھی دیتے رہے آواز پر آواز مشکل میں
یہ کام آتا رہا ہر ایک کے مشکل کشا بن کر

بشر کا ذکر کیا کیجیے فرشتے بھی نہ پہچانے
علیؑ یوں سوئے بستر پر محمد مصطفٰی بن کر

پرکھ لیتے ہیں کہہ کر یا علی ہم دوست دشمن کو
دلوں کا حال کہہ دیتا ہے چہرہ آئینہ بن کر

شریکِ بزم خم تھے واقفِ قولِ پیمبر تھے
بظاہر تخت پر بیٹھے ہیں جو نا آشنا بن کر

منقبت

بجھ نہیں سکتا چراغِ نورِ ایمانِ غدیر
حشر تک روشن رہے گا یہ بافیضانِ غدیر

ہیں مئے حُبِّ علی میں مست رندانِ غدیر
بادہ خواروں سے بھرا ہے آج میدانِ غدیر

تاجپوشیٔ علیؑ ہے اور میدانِ غدیر
دستِ پیغمبرؐ پہ ہے دستِ سلیمانِ غدیر

پڑھ رہے ہیں مصطفیؐ کلمہ ولی اللہ کا
دونوں ہاتھوں پر حلف فرما کے قرآنِ غدیر

معرفت حاصل نہیں جس کو رسول اللہؐ کی
اُس کے آئے گی سمجھ میں کیا بھلا شانِ غدیر

اک طرف کارِ رسالت کُل رسول اللہ کا
اک طرف میدانِ خُم میں صرف اعلانِ غدیر

رائیگاں تھیں کوششیں ساری رسول اللہؐ کی
باخدا جاری نہ ہوتا گر یہ فرمانِ غدیر

دے رہے ہیں مصطفیٰؐ مَن کُنتُ مولا کی صدا
گونجتا ہے حیدری نعروں سے میدانِ غدیر

خاص اِس دن کیلئے لکھا ہے یہ اللہ نے
آیۂ بلّغ کا صیغہ ہے بعنوانِ غدیر

maablib.org

منقبت

دُعاؤں کا ثمرِ خوشگوار ہاتھ میں ہے
نبیؐ رحمتِ پروردگار ہاتھ میں ہے

وہ گھر جہاں سے فرشتوں کو بھیک ملتی ہے
وہ گھر بتولؑ ہی کے ذمہ دار ہاتھ میں ہے

پکڑ کے انگلیاں چلتے میں شبرؑ و شبیرؑ
اساسِ دین نبی پائیدار ہاتھ میں ہے

جسے تراش دیں فضہ سی آبرو دیکر
یہ دستکاری اسی دستِ کار ہاتھ میں ہے

درِ بتولؑ سے ہٹ کر جہاں بھی ہے اسلام
یقین جانیئے بے اعتبار ہاتھ میں ہے

خدا کے گھر سے ملا ہے جسے شریکِ حیات
خدائی مہر میں ہے پاسدار ہاتھ میں ہے

رضائیں سونپ کے اپنی علیؑ کے ہاتھوں میں
خدا ہے مطمئن ایماندار ہاتھ میں ہے

علیؑ سے ہو کے جدا دین بعدِ پیغمبرؐ
کسی کے ہاتھ میں ہو ناگوار ہاتھ میں ہے

پلٹ رہے ہیں سرِ ابنِ عبدِوَد لے کر
شکارگاہ سے حیدرؑ، شکار ہاتھ میں ہے

امیر بننے چلا ہے علیؑ کا پوچھے تو
غلام بننے کا کیا اختیار ہاتھ میں ہے

ہے غیرِ آلِ نبیؐ کے لئے رضی اللہ
یہاں تو مرضیِ پروردگار ہاتھ میں ہے

maablib.org

منقبت

قائم حدیبیہ جو ہے صلحِ حسنؑ سے ہے
کافر کا سر اتار لیا اِس نے تن سے ہے

مدت کے بعد کفر کو سبطِ رسولؐ نے
پھر سے دیا جواب اُسی بانکپن سے ہے

یہ تار تار جو ہے بدن پر حسینؑ کے
زینت نبیؐ کے دیں کی اِسی پیرہن سے ہے

زیرِ کساء سجی ہے جو محفل یہ نور کی
یہ ساری کائنات اِسی انجمن سے ہے

یہ سر زمینِ پاک تو پہچان ہے میری
میں ہوں وطن سے دور پہ نسبت وطن سے ہے

منقبت

کھول دی آنکھیں بالتیں پر ہم نے پا کر خوشبوئے علیؑ
پھر نہیں دیکھا اور کسی کو دیکھ کے ہم نے سوئے علیؑ

کب آئے کب گئے فرشتے قبر سے ہم کو کیا معلوم
ہم تو تھے مصروف عبادت دیکھ رہے تھے رُوئے علیؑ

مرضی حق کا مالک شوہر بیٹے ہیں سردار جناں
جسکو چاہے بخش دے جنت مرضیِ بانوئے علیؑ

بدر و احد خیبر خندق تو یہ سب بعد کی باتیں ہیں
کلہ اژدر سے پوچھو کیا ہے زورِ بازوئے علیؑ

وہ تو مجسم آپ علیؑ ہیں اس کے بارے میں سوچو
اس کو تو کہتے ہو قلندر، مل گئی جسکو بُوئے علیؑ

جنت کی خواہش ہو اسکو جو کہ ہو جنت سے دور
میں تو آتا جاتا ہوں میں ہوں گدائے کُوئے علیؑ

منقبت

پڑھ کے ہم نادِ علیؑ سینوں پہ دم کرتے ہیں
مشکلوں میں یہی اِک کام بس ہم کرتے ہیں

ہیں مسلمان جہنم ہے ٹھکانہ اُن کا
رُتبۂ آلِ محمدؐ کو جو کم کرتے ہیں

دشمنِ آلِ محمدؐ سے مروّت کیسی
ہم کو یہ کام نہیں آتا ہے نہ ہم کرتے ہیں

حُرؑ کا آزاد کیا شہہؑ نے غلامی دے کر
جس پہ کرتے ہیں کرم خوب کرم کرتے ہیں

ہم تولا سے تبرا کو نہیں کرتے جدا
ہم یہ دو کام ہمہ وقت بہم کرتے ہیں

مار دی جائے نہ منہ پہ یہ پرکھ لیجے نماز
لکھنے والے یہاں نیت بھی رقم کرتے ہیں

غم شبیرؑ دیا شکر خدایا تیرا
ہم خوشی سے سرِ تسلیم کو خم کرتے ہیں

ہم مناتے ہیں یہ شبیرؑ کا غم سال بہ سال
آنسوؤں کو اسی یہ برسات سے نم کرتے ہیں

آپ آجاتی ہیں شبیرؑ کو رونے کے لیے
ہم تو بس پرچمِ عباسؑ علَم کرتے ہیں

منقبت

جان کر میں نے علیؑ کو ہے خدا جانا نہیں
میں نصیری کی طرح سے کوئی دیوانہ نہیں

نفسِ حق نفسِ خدا وجہِ خدا عینِ خدا
میں نے سب مان کر حیدرؑ کو خدا مانا نہیں

میں نصیری کا طرف دار نہیں ہوں پھر بھی
جانے کیوں اپنا سا لگتا ہے وہ بیگانہ نہیں

یہ نہیں بات کہ حیدرؑ کو ولی جانا نہیں
بات یہ ہے کہ نبیؐ نے جو کہا مانا نہیں

شبِ معراج نبیؐ کے ہے تبسم سے عیاں
دو کمانوں کے اُدھر جو ہے وہ انجانہ نہیں

کیسے پہچانتی دنیا یہ علیؑ کا رتبہ
جو انہیں جانتا تھا اُسکا کہا مانا نہیں

صرف اللہ و محمدؐ کے سوا حق کی قسم
سچ تو یہ ہے کہ علیؑ کو کوئی پہچانا نہیں

آپ سب جانتے ہیں آپ کو جتلانا کیا
شمع کو چھوڑ کر اُڑ جائے وہ پروانہ نہیں

جس سے شہزادیِ کونین گئی ہوں ناراض
آپ جتنی بھی دُعا مانگیے کام آنا نہیں

رضی اللہ کی بیکار ہے رَٹ اُسکے لئے
اپنے انجام سے آگاہ ہے بیگانہ نہیں

نزع میں ہنس کے لگی کہنے وِلائے حیدرؑ
ہم سرہانے ترے موجود ہیں گھبرانا نہیں

mablib.org

منقبت

میں علیؑ کو خدا بھی نہیں مانتا
اور خدا سے جدا بھی نہیں مانتا

مانتا ہوں علیؑ کو میں عینِ خدا
اور کچھ مَیں سِوا بھی نہیں مانتا

کیا نصیری، نصیری کی دیوانگی
یہ خدا کا کہا بھی نہیں مانتا

روک رکھی علیؑ نے ہے میری زباں
ورنہ دل تو مرا بھی نہیں مانتا

کس بھلے کو کہا میں نے آخر بُرا
ہاں بُرے کو بھلا بھی نہیں مانتا

بندۂ مرتضیٰؑ ہوں کہو شوق سے
بات سچ ہے بُرا بھی نہیں مانتا

maablib.org

منقبت

فاتحِ بدر و اُحد خندق و خیبر بولے
فرد ہے ایک زمانہ اِسے لشکر بولے

گاڑھ کر رَن میں علم فاتحِ خیبرؓ بولے
ہے علیؑ نام میرا ماں مجھے حیدرؓ بولے

آئے مشکل ابھی آسان کئے دیتے ہیں
تن پہ اچھا نہیں لگتا ہے جسے سر بولے

دیکھ کر آتے ہوئے مادرِ حیدرؓ کے قدم
مسکراتی ہوئی دیوار بڑھی دَر بولے

یہ ذچہ خانۂ فرزندِ ابوطالبؓ ہے
یہ زمانہ جسے اللہ کا ہے گھر بولے

خانہ کعبہ ازل سے ہی علیؑ کا گھر ہے
سامنے آئے کسی اور کا ہو گر بولے

یہ غلامانِ علی ابن ابی طالبؓ ہیں
ہنس کے رضوانؓ کو اشارے سے پیمبرؐ بولے

با خدا اس میں نصیری کی نہیں کوئی خطا
مدحِ حیدرؑ میں پیمبرؐ بھی سنبھل کر بولے

وہ الگ لوگ تھے جو دیکھ کے دَر لوٹ گئے
آئے مرحب ہے کہاں اب ذرا عنتر بولے

حاملِ وحیِ الٰہی نے چکھائی ہے زباں
علم کا شہر اِسے علم کا ہے دَر بولے

آج تو عرشِ معلیٰ پہ ہے رندوں کا دماغ
آج پینے کے لئے ساقیِ کوثر بولے

منقبت

کیا کہوں نہیں ہے کیا اور کیا علیؑ کا ہے
جو ہے سب خدا کا ہے اور خدا علیؑ کا ہے

جانے کیا پسند آیا حق کو یہ خدا جانے
خلق کر کے دو عالم کہہ دیا علیؑ کا ہے

مصحفِ الٰہی کی جب کبھی تلاوت کی
یوں لگا قصیدہ یہ پڑھ رہا علیؑ کا ہے

حرف حرف سے آئی بوئے الفتِ حیدرؑ
ایک ایک نقطے نے دی صدا علیؑ کا ہے

جس طرف بھی جی چاہے آپ جایئے لیکن
جان لیجیئے سیدھا راستہ علیؑ کا ہے

سر نہیں جھکاتے ہیں حق پہ سر کٹاتے ہیں
یہ دیا ہوا ہم کو حوصلہ علیؑ کا ہے

ہیں عجیب ہی تیور عاشقانِ حیدرؑ کے
دار پر سجے ہیں اور تذکرہ علیؑ کا ہے

کائنات یہ ساری بوترابیوں کی ہے
یہ علیؑ کی ہے اور یہ فیصلہ علیؑ کا ہے

بجلیاں ہیں آمادہ پھونک دیں میرا گلشن
اور میرے ہونٹوں پر وِرد یاعلیؑ کا ہے

شہرِ علم کے دَر سے مانگتا ہوں ملتا ہے
جو بھی پاس ہے میرے سب دیا علیؑ کا ہے

ہے خدا محمدؐ سے ہم کلام تو لیکن
ہم کلام ہونے میں واسطہ علیؑ کا ہے

منقبت

کیوں تعجب ہے ملک بحرِ سلام آتے ہیں
اپنے آقا کی حضوری میں غلام آتے ہیں

احمدؐ و حیدرؑ و زہراؑ و حسنؑ اور حسینؑ
عرش جھک جاتا ہے جس وقت یہ نام آتے ہیں

سب کے کام آتا ہے اللہ ہر اِک مشکل میں
یہ وہ بندے ہیں جو اللہ کے کام آتے ہیں

نزع میں شانہ ہلا کر یہ فرشتوں نے کہا
بے خبر جاگ، تجھے لینے امامؑ آتے ہیں

شور ہے حشر کے میداں سے درِ جنت تک
راستہ دیجیے حیدرؑ کے غلام آتے ہیں

منقبت

دونوں ہاتھوں پر پیمبرؐ نے اٹھا کے سامنے
رکھ لیا ہے خم کا میخانہ سجا کے سامنے

منکرِ جامِ ولایت کو بلا کے سامنے
خود پلایا ہے پیمبرؐ نے بٹھا کے سامنے

آ نہیں سکتی علی مرتضیٰ کے سامنے
مشکلیں مشکل میں ہیں مشکل کشا کے سامنے

مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے
دست بستہ ہیں کھڑی دستِ خدا کے سامنے

خاک ہے سب خاک ہے خاکِ شفا کے سامنے
کیا ہے جنت کی حقیقت کربلا کے سامنے

بندۂ مشکل کشا ہوں، میں علیؑ کا ہوں غلام
ہے کوئی مشکل ذرا دیکھے تو آ کے سامنے

وہ قصیدہ پڑھ رہے تھے عمر کا پیشِ رسولؐ
کاٹ کر سر رکھ دیا حیدرؑ نے لا کے سامنے

ہے حفاظت کیلئے حاضر ابوطالبؑ کا لعلؑ
کس میں ہمت ہے جو آئے مصطفیؐ کے سامنے

کر رہے ہیں ہم یہاں مدحِ علیؑ مرتضیٰؑ
ہے یہی اک بزم، بزمِ مصطفیٰؐ کے سامنے

توڑنے کے واسطے ہر گام طوفاں کا گھمنڈ
اِک دیا روشن ابھی تک ہے ہوا کے سامنے

maablib.org

منقبت

کچھ تو دیکھا ہے علیؑ میں جو خدا مانے ہیں
یہ نصیری کوئی یونہی نہیں دیوانے ہیں

ہم نے سینوں پر سجا رکھے عزاخانے ہیں
داغِ ماتم نہیں، جنت کے یہ پروانے ہیں

رُخ سے حیدرؑ کے پیمبرؐ کی نظر ہٹتی نہیں
عرش پہ دیکھ کے کیا آئے خدا جانے ہے

بیچ دیتے ہیں سرِ راہ بنا کر جنت
ہم سے دیوانوں میں بہلول سے دیوانے ہیں

ہم عزادارِ حسینؑ ہیں، ہمیں بخشش کو
کافی عباسِ علمدارؑ کے دو شانے ہیں

دوست کے دوست ہیں دشمن کے علیؑ کے دشمن
ہم کو پہچانے جو اب تک نہیں پہچانے ہیں

یا علیؑ کے جو ترانے ہیں لبِ مومن پر
یہ ترانے نہیں ایمان کے پیمانے ہیں

کھیل سمجھے ہو اٹھانا اِسے ، اے اہلِ عزا
اِس علم کیلیے غازی نے دیے شانے ہیں
نام سن کر کہ علیؑ کا لگے بل کھانے ہیں
اِن کو اپنا نہ سمجھیے گا، یہ بیگانے ہیں

maablib.org

منقبت

وفا کے گھاٹ پر یوں کیسا کیسا باوفا ٹھہرا
مگر عباسؑ سا ہے کون ماں کا لاڈلا ٹھہرا

حسین ابنِ علیؑ سے کفر کا جب معرکہ ٹھہرا
وہ مثلِ مصطفےٰ ٹھہرے یہ مثلِ مرتضیٰؑ ٹھہرا

بسر کی عمر ساری طاعتِ سبطِ پیمبرؐ میں
حسین ابن علیؑ کے حکم سے اُٹھا چلا ٹھہرا

وفا کی مملکت آباد ہے غازیؑ کے قدموں سے
ہر اِک نقشِ وفا پر ایک ہے شہرِ وفا ٹھہرا

کٹے ہاتھوں سے بیڑا پار کردے گا میرا آقاؑ
میرے مشکل کشاءؑ کا لعل بھی مشکل کشاء ٹھہرا

منقبت

حصارِ نور میری وسعتِ بیاں میں نہیں
کہاں سے لاؤں یہ قوت میری زباں میں نہیں

ثناء علیؑ کی کروں کیا کہ میں خدا نہ رسولؐ
میری نظر کا گزر بزمِ لامکاں میں نہیں

علیؑ کے باب میں ہم سے نہ بحث کر واعظ
میرے یقین کی منزل، تیرے گماں میں نہیں

رسولؐ سے شبِ معراج جو ہے محوِ کلام
وہ میزبان میں شامل ہے مہماں میں نہیں

خدا سے بس ہے خدا کا حبیبؐ محوِ کلام
قسم خدا کی کوئی غیر درمیاں میں نہیں

نجف کی خاک سے مَس کی ہے ہم نے پیشانی
نصیب ہے وہ بلندی جو آسماں میں نہیں

یہ سچ ہے خانہ کعبہ ہے اُسکا گھر لیکن
وہ لامکان کی صورت کسی مکاں میں نہیں

بھٹک رہا ہے وہ گمراہیوں کے صحرا میں
جو اہلِ بیتِ محمدؐ کے کارواں میں نہیں

عجیب بات ہے اُن کو عزیز ہے جاں سے
وہ داستان جو کہیں ساری داستاں میں نہیں

منقبت

لکھوں تو کیا لکھوں بھلا نقطۂ با کے باب میں
عِلم کا بحرِ بے کراں بند ہے کوزۂ آب میں

کس میں مجال روک لے گردشِ کائنات کو
عَلَم نے بڑھ کے ڈال دیں انگلیاں آفتاب میں

تاروں کے جال میں ابھی الجھا ہوا تھا آدمی
عَلَم نے کھینچ دی لکیر چہرۂ ماہتاب میں

نورِ خدا کو دیکھیے وجہِ خدا کو دیکھیے
عینِ خدا کو دیکھیے چہرۂ بوتراب میں

صورتِ لم یزال ہے قوتِ لازوال ہے
ہاتھ میں عرش کی لگام فرشِ زمیں رکاب میں

لہجۂ لا کلام ہے یہ تو حدِ تمام ہے
نورِ خدا ہے نطق میں حُسنِ خدا خطاب میں

بنتِ اسد کا لعل ہے ضیغمِ ذوالجلال ہے
پتھر پہ گاڑھ دے عَلَم خیبر ہے کس حساب میں

جتلا رہے ہیں چیر کر اژدر کو مہد میں علیؑ
دستِ خدا ہوں دیکھنا عالَم میرا شباب میں

بزمِ جہاں کی رونقیں دیتی رہی صدا مجھے
عقلِ سلیم لے چلی محفلِ بوترابؑ میں

آتا نہیں مجھے یقیں اُنکے قدم میری جبیں
اتنا بلند ہونگا میں سوچا نہیں تھا خواب میں

پاس مجھے بٹھا لیا عرض جو کی رسولؐ سے
لایا ہوں مدحتِ علیؑ آپ کی مَیں جناب میں

کرتے رہے سوال وہ کیا کیا لحد میں اور مَیں
نادِ علیؑ کا وِرد بس کرتا رہا جواب میں

منقبت

یہ زمیں اِن سے فلک اِن سے فضا اِن سے ہے
یہ برستی ہوئی رحمت کی گھٹا اِن سے ہے

گلشنِ دینِ الٰہی کی بقا اِن سے ہے
یہ گلستان ہرا اور بھرا اِن سے ہے

یہ نمازیں یہ اذانوں کی صدا اِن سے ہے
نام اللہ کا باقی باخدا اِن سے ہے

یہ محمدؐ کی ہے بیٹی یہ محمدؐ کی ہے ماں
سلسلہ نورِ ہدایت کا چلا ان سے ہے

خود خدا پڑھتا ہے قرآں میں قصیدہ ان کا
اِنّما ان کے لئے ہے ھَل اَتیٰ اِن سے ہے

آج تک جھوم رہی ہے کھڑی مرکز پر زمیں
جب سے خالق کی سُنی حمد و ثنا اِن سے ہے

کیا تعجب وہ رہا دُور درِ زہراؑ سے
دُور ہر دَور میں شیطان رہا اِن سے ہے

کس طرح عرض کروں آپ سے خاکم بہ دھن
خود خدا خلق میں پہچانا گیا اِن سے ہے

دستِ بازوئے علمدارِ حسینؑ کی قسم
جو بھی ملنا ہے ہمیں روزِ جزا اِن سے ہے

maablib.org

منقبت

ہمارے ہاتھ بھی ہے انبیاءؑ کا اک شعار آیا
کہ مشکل میں علیؑ کا نام لب پہ بار بار آیا

یہ بزمِ منتظر میں کون جانِ انتظار آیا
کہ صورت دیکھ کر جس کی خدا پہ اعتبار آیا

بتانِ خانۂ کعبہ خدائی بھول بیٹھے سب
نظر کے سامنے جب چہرۂ پروردگار آیا

نبوتؐ ہاتھ پھیلائے کھڑی ہے دَر پہ کعبہ کے
امامت لگ گئی آکر گلے جس دم قرار آیا

میری طینت میں رکھ دی خدا نے اُلفتِ حیدرؑ
علیؑ کا نام آیا اور چہرے پر نکھار آیا

اُدھر کی پار خندق عَمر ابنِ ابدِ وَد نے اور
اِدھر لی شیر نے انگڑائی اُٹھ کر شکار آیا

کچھ ایسے نام بھی شامل ہیں اصحاب پیمبرؐ میں
اُدھر نام آیا ہونٹوں پر اِدھر سے بے شمار آیا

نظر آئی وہیں اسلام کی گردن سرِ نیزہ
مسلمانوں کے ہاتھوں میں جہاں جب اقتدار آیا

منقبت

عینِ ایماں ہے اطاعت آپؐ کی
کل ایماں ہے ولایت آپؐ کی

آج بھی قائم ہے حجت آپؐ کی
کارفرما ہے رسالت آپؐ کی

اِک ذرا قوسین تک چلیئے حضورؐ
راہ تکتی ہے مشیعت آپؐ کی

حمد کرتا ہے خدا کی دو جہاں
اور خدا کرتا ہے مدحت آپؐ کی

کھولتے ہیں ہم کلامِ پاک کو
اور کرتے ہیں زیارت آپؐ کی

ایک ایک آیت قصیدہ آپؐ کا
ایک ایک سورۃ ہے سیرت آپؐ کی

میری ہر ہر سانس میں بستے ہیں آپؐ
جی رہا ہوں میں بدولت آپؐ کی

آپؐ کا بندہ ہوں اپنا لیجیے
زندگی یہ ہے امانت آپؐ کی

بھول بیٹھے ہیں آپؐ کے فرمان کو
یارسول اللہؐ امت آپؐ کی

زیرِ خنجر سر نہ دیتے گر حسینؑ
رائیگاں تھی ساری محنت آپؐ کی

بھیجئے اب پردۂ غیبت میں جو
بولتا قرآں ہے صورت آپؐ کی

maablib.org

منقبت

علیؑ مولا علیؑ
علیؑ مولا علیؑ

اے منشیٔ و معنیٔ لوح و قلم
اے وارث و والیٔ نارؔ و ارمؔ
اے تفسیر قرآنِ حکم
اے نکتۂ بائے بسم اللہ

شبیرؑ کی ننھی لختِ جگر
جب چھینے گئے کانوں سے گوہر
دیتی تھی صدائیں رو رو کر
ہے وقتِ مدد آؤ داداؑ

جس وقت صدا دی اکبرؑ نے
برچھی تو کھینچ لی سرورؑ نے
سینہ سے جگر دل نے دی صدا
اے جانِ نبیؐ ہمنامِ خدا

اے فاتحِ خیبر و بدر و اُحد
تیری الفت ایمان کی سند
مومن ہی نہیں جو رکھے کد
اپنے دل میں تجھ سے بہ خدا

پاکیزگی دی اپنے گھر کی
عظمت کی عطا اپنے در کی
تصویر بنا کر حیدرؑ کی
اللہ نے اپنا نام دیا

تیرا قالب حق کا قالب
ہر غالب پر ہے تو غالب
اے وارث زورِ ابوطالبؑ
اسلام پر ہے احسان تیرا

ہر مشکل وقت میں کام آیا
آ پہنچا جب بھی نام آیا
خالق کا خاص انعام آیا
جب تو آیا اسلام آیا

جب بھی کوئی مشکل وقت پڑا
جب بھی کوئی غم کی چھائی گھٹا
دی تجھ کو حبیبِ حق نے صدا
شمشیر بکف تو آ پہنچا

جب کلِّ کفر مقابل تھا
خندہ زن حق پر باطل تھا
تُو تھا تو یقین کامل تھا
اسلام پھلے پھولے گا سدا

منقبت

نبیؐ کے نور کا صدقہ ہے زندگی کیا ہے
خدا کے نور کو سجدہ ہے بندگی کیا ہے

یہ دیکھتا ہے زمانہ خدا کی کیا ہے رَضا
خدا یہ دیکھتا ہے مرضیِٔ علیؑ کیا ہے

علیؑ کے پاؤں کی مٹی سے مَس کرو آنکھیں
یہ جان جاؤ اگر رتبۂ علیؑ کیا ہے

علیؑ کے دوست بھی ہو، دشمنِ علیؑ کے بھی دوست
یہ دوستی ہے تو بتلاؤ دشمنی کیا ہے

جو دو جہان کا آقا ہو مثلِ پیغمبرؐ
کرے غلام کی بیعت مجال ہی کیا ہے

ذرا سا کھینچئے عباسؑ کو تو دو تلوار
علیؑ علیؑ نہ پکارو تو بات ہی کیا ہے

رسول زادیؑ جہاں سے گئیں ہیں رنجیدہ
ہمارے واسطے دنیا میں اب خوشی کیا ہے

لہو سے سینچے گے فرشِ غمِ حسینؑ کو ہم
یہ روک لے کوئی مفتی مجال ہی کیا ہے

سلام

پسِ پردہ یہ جو بھی بولتا ہے
خدا ہی جانتا ہے یہ کہ کیا ہے
یہ مغرب سے جو سورج موڑتا ہے
یہ بندہ تو نصیری کا خدا ہے
نصیری اور مجھ میں فرق سا ہے
چلاتا ہے وہ جو کہ مارتا ہے
میں کہتا ہوں کہ یہ کارِ علیؑ ہے
وہ کہتا ہے کہ یہ کارِ خدا ہے
نصیری پہ ہی کیوں الزام آخر
خدا کو کیا کوئی پہچانتا ہے
شبِ معراج کی معراج ہے یہ
نبیؐ کے ہاتھ میں دستِ خدا ہے
فقط اک واسطہ ڈھونڈا تھا ورنہ
خدا کا ہاتھ سے کیا واسطہ ہے

شروع تو انتہا کے بعد ہوگا
بتاؤ کیا علیؑ کی ابتداء ہے

علی اصغرؑ کی آخر کیا خطا ہے
پیاسا ہے یہ پانی مانگتا ہے

خدا شکر کرتے ہیں مسلماں
نبیؐ کے لعل کا گھر جل رہا ہے

لہو روتا ہے خود رک رک کے خنجر
تہہ خنجر یہ کس کا لاڈلا ہے

سلام

اللہ کا اللہ کے بندوں کا نبی کا
اک ذاتِ علیؑ ہے جو سہارا ہے سبھی کا

جھک جاتا ہے سر نام جب آتا ہے علیؑ کا
تخلیق کسی کی ہوں میں بندہ ہوں کسی کا

سنتے ہیں نصیری کا خدا تھا پسِ پردہ
معراج کی شب دیکھا گیا ہاتھ اسی کا

یا مجھ کو نصیری سا یقین بخش دے یا رب
یا کہہ دے سرِ طور نہ تھا نور علیؑ کا

میں بندۂ حیدرؑ ہوں نصیری نہ سمجھنا
رکھتا ہوں خیال اپنے میں آقا کی خوشی کا

دیتے نہ علیؑ آپ اگر بڑھ کے سہارا
میں نے تو خدا مان لیا ہوتا کبھی کا

حیدرؑ کی غلامی کا شرف ہے ہمیں حاصل
دعویٰ یونہی کوئی نہیں عالی نصبی کا

کہنے کو مجھے کہہ دے جو دل چاہے کسی کا
آسان سے الفاظ میں بندہ ہو علیؑ کا

ہوتی نہ حفاظت کو اگر آل پیمبرؐ
اسلام نے دم توڑ دیا ہوتا کبھی کا

ذکر غم شبیرؑ سے باقی ہے جہاں میں
صدقہ ہے یہ اسلام حسینؑ ابن علیؑ کا

سوکھے ہوئے ہونٹوں پہ زباں پھر کے رن میں
بے شیر نے رخ موڑ دیا تشنہ لبی کا

روتا ہے جہاں احمد مرسلؐ کے وصی کو
ماتم ہے دو عالم میں بپا حق کے ولی کا

دروازے پے روتی ہے کھڑی زینبؑ و کلثومؑ
حسنینؑ کے کاندھوں پہ جنازہ ہے علیؑ کا

maablib.org

سلام

خدا نے عالمِ امکاں کو جب قرار دیا
زمیں کو فرش دیا عرش کو نکھار دیا

اور اپنے نور کو آئینۂ صفات میں سب
سجا کے عرش سے جب فرش پر اُتار دیا

خود اپنا نام عطا کر کے اپنا گھر دے کر
کہا کہ تجھ کو خدائی کا اختیار دیا

پیام وہ جو پیمبرؐ نے بار بار دیا
وہ سر سے اُمّتِ مرحوم نے گزار دیا

غدیرِ خُم میں اِک اعلان نے ولایت کے
منافقین کے چہروں کا رنگ اُتار دیا

پڑھو درود کہ کعبہ کے پاک کرنے کو
خدا نے دوشِ پیمبرؐ کو شہسوار دیا

زمانہ جذبۂ میثمؓ کو قتل کر نہ سکا
تراشے ہاتھ، زباں کاٹی، حکمِ دار دیا

دعائیں دو ابوطالبؑ کے آستانے کو
علیؑ سا شیر محمدؐ سا شاہکار دیا

کھڑے ہوئے ہیں نکرین سر جھکائے ہوئے
مزا علیؑ کی ولا نے تہہِ مزار دیا

یقیں میں فرق نہ آیا ذرا نصیری کے
علیؑ نے مارا، جلایا، جلا کے مار دیا

خدا کا شکر ہے نصیری تھا، میں نہیں تھا وہاں
وگرنہ مجھ کو بھی تھا گمراہی نے مار دیا

خدا ہی جانے حبیب خداؐ نے جانے کیوں
علیؑ کے چہرے کو وجہہ خدا قرار دیا

حسینؑ نے رُخِ اسلام کو قیامت تک
لہو سے اصغر معصومؑ کے نکھار دیا

سلام

ہم کو ہے اپنی جان سے پیارا غمِ حسینؑ
قائم رہے جہاں میں خدایا غمِ حسینؑ

روزِ اَلَست پوچھا گیا کیا پسند ہے
بے اختیار دل نے پکارا غمِ حسینؑ

جب چاہا سیدہؑ کے قدم آئیں گھر میرے
فرشِ عزا بچھایا منایا غمِ حسینؑ

ہر غم سے کائنات کے آزاد ہوگیا
جس دل میں درد بن کے سمایا غمِ حسینؑ

کم ظرف کو جہاں میں ملا جب بھی اقتدار
پہلے بنا ستم کا نشانہ غمِ حسینؑ

ہر کفر و ظلم و جور و تشدد کے سامنے
ہے آج بھی محاذ پہ تنہا غمِ حسینؑ

پیشِ خدا کھڑا تھا میں شرمندہ سر جھکائے
کام ایسے آڑے وقت میں آیا غمِ حسینؑ

بنتِ نبیؐ کی بیٹی کے خطبوں کا فیض ہے
رکھے ہوئے ہے جو تروتازہ غمِ حسینؑ

تاریکیوں نے گھیر لیا جب حیات کو
آیا جہاں میں بن کے اُجالا غمِ حسینؑ

بخشش کا میری حشر میں سامان ہو گیا
میزان پر عمل کے جو رکھا غمِ حسینؑ

اُمت نبیؐ کی بن کے سوالی جب آگئی
زینبؑ نے ہر قدم پر لٹایا غمِ حسینؑ

جب سے اُٹھا ہے دلبرِ زہراؑ جہان سے
مرنا غمِ حسینؑ ہے جینا غمِ حسینؑ

کیسا ستم ہے باپ کو بیٹی نہ رو سکی
ہائے منا سکی نہ سکینہؑ غمِ حسینؑ

ہر فرض کی طرح میرے بچوں یہ فرض ہے
جب تک ہے سانس یونہی منانا غمِ حسینؑ

سلام

بیان کرنے کو یوں تو دنیا شرف بیاں کرتی ہے سبھی کے
مگر جو عقلِ سلیم رکھتا ہے جانتا ہے سوا نبیؐ کے
نہیں ہے کوئی علیؑ سے بہتر کوئی نہیں ہے کوئی نہیں
سوا نبیؐ کے علیؑ سے بہتر کوئی نہیں ہے کوئی نہیں

چلی جو بنت اسد تو بڑھ کر، جدارِ کعبہ یہ بولی ہنس کر
اِسی طرح اور اِسی جگہ پر کھڑی تھی اک دن ایک اور مادر
مگر تمہارے شرف سے بڑھ کر، کوئی نہیں ہے کوئی نہیں

حُنین و بدر و اُحد سے پوچھو عمر کے دو نیم سر سے پوچھو
علیؑ کی دو انگلیوں کی طاقت ہے کیا یہ خیبر کے در سے پوچھو
قسم خدا کی مثال حیدرؑ کوئی نہیں ہے کوئی نہیں

غدیر سے جبکہ میں نے پوچھا ہے تجھ کو معلوم سارا قصہ
سوا علیؑ کے ہے اور کوئی بنایا جس کو نبیؐ نے مولا
تڑپ کے بولا یہ خُم کا منبر کوئی نہیں ہے کوئی نہیں

لگائے وہ نعرۂ سلونی مدینۂ علم کا جو در ہو
نبیؐ کے فرمان کے مطابق جدھر کو مڑ جائے حق اُدھر ہو
سوائے حیدرؑ کے ایسا رہبر کوئی نہیں ہے کوئی نہیں

علیؑ کی تلوار چل رہی ہے نبیؐ کا چہرہ دمک رہا ہے
کوئی ڈٹا ہے اُحد میں کوئی نظر بچا کے سرک رہا ہے
نبیؐ کے پاس اب سوائے حیدرؑ کوئی نہیں ہے کوئی نہیں

پٹخ رہی ہیں سر اپنا موجیں کٹائے بازو پڑا ہے سقا
عجیب عالم ہے بے کسی کا حسینؑ رن میں کھڑے ہیں تنہا
علم، علمدار اور لشکر کوئی نہیں ہے کوئی نہیں

سناں کلیجے پہ کھائے بیٹا پیاسا کروٹ بدل رہا ہے
حسینؑ حسرت سے دیکھتے ہیں جوان کا دم نکل رہا ہے
سہارا دے دے ذرا جو بڑھ کر کوئی نہیں ہے کوئی نہیں

تمام بھائی بھتیجے بیٹے پڑے ہیں مقتل میں سر کٹائے
تمام ساتھی بچھڑ چکے ہیں کوئی نہیں جو مدد کو آئے
کھڑے ہیں رن میں اکیلے سرورؑ کوئی نہیں ہے

سکینہ کوزہ لیئے کھڑی ہے عجب قیامت کی اِک گھڑی ہے
ہر ایک پانی کا منتظر ہے نگاہ دریا پہ بس گڑی ہے
تسلّی بچوں کو دے جو بڑھ کر کوئی نہیں ہے کوئی نہیں

سلام

نازاں ہیں ہم کہ ہم کو درِ مرتضیٰؑ ملا
یہ در ہمیں ملا تو درِ مصطفیٰ ملا

جب مصطفیٰؐ ملے تو خدا کا پتہ ملا
پھر ساری کائنات کا پردہ اُٹھا ملا

عالم تمام بول رہا تھا علیؑ علیؑ
میں بھی صدائیں دیتا ہوا اُن سے جا ملا

چھیڑا جہاں علیؑ کی ولایت کا تذکرہ
مُرجھا گیا کوئی، کوئی چہرہ کِھلا ملا

دنیا کی چاہ میں ہوئی دنیا بھی اُس کی غرق
حیدرؑ کی دشمنی میں بھلا اُس کو کیا ملا

سجدہ فروعِ دین ہے، شبیرؑ اصلِ دین
شبیرؑ مِل گئے جسے اُس کو خدا ملا

لاکھوں ہزاروں سال کے سجدے ہُوا ہوئے
ابلیس کو بتاؤ تو سجدوں سے کیا ملا

ہمت ہے شرط ایک قدم کا ہے فاصلہ
جنت سے کربلا کا ہے رستہ مِلا مِلا

عباسؑ تاجدارِ وفا ہوں تو کیوں نہ ہوں
حیدرؑ سے باوفا سے ہے درسِ وفا ملا

لعنت کا طوق ڈال کے پھرتا ہے در بدر
جیسا عمل تھا ویسا ہی اُس کو صلہ مِلا

پانی کی تھی سبیل نکالی وگرنہ کب
عباسؑ نامدار کو اذنِ وِغا ملا

شبیرؑ گر پڑے وہیں دل تھام کر جہاں
عباسؑ نامدار کا بازو کٹا ملا

ارمان ماں کے خاک میں سارے ملا دیئے
اصغرؑ کو تیر مار کے کیا حُرملا مِلا

خونِ جگر سے پالا تھا جس کو بتولؑ نے
دشتِ بلا میں تیروں سے وہ تن چھدا ملا

اللہ سے حسینؑ کا جب دے کے واسطہ
جو مانگا جب بھی مانگا ہمیں باخدا ملا

سلام

اکبرؑ نے خونِ دل کی روانی سمیٹ کے
بھر دی رگوں میں دیں کی جوانی سمیٹ کے

قدرت نے ایک نقطۂ "با" میں سمو دیئے
قرآں کے سب رموز و معانی سمیٹ کے

شہرہ علیؑ کی ضرب کا جا پہنچا عرش تک
جبرائیل لے گئے جو نشانی سمیٹ کے

آیا نہیں تھا آپ عمر ابنِ عبدِ ود
لایا تھا ذوالفقار کا پانی سمیٹ کے

حملہ علیؑ کے شیر کا ساحل پہ الاماں
پانی ٹھہر گیا ہے روانی سمیٹ کے

آئے تھے کربلا میں مٹا دینے حق کا نام
طاقت تمام ظلم کے بانی سمیٹ کی

اصغرؑ نے فوج شام کی قوت بکھیر دی
سوکھے لبوں پہ تشنہ دہانی سمیٹ کے

کھا کے ستم کا تیر اس انداز سے ہنسا
دل لے گیا حسینؑ کا جانی سمیٹ کے

لے آئے قتل گاہ سے خیمے میں شاہِ دیںؑ
دامن میں مجتبیٰؑ کی نشانی سمیٹ کے

دل ماں کا نور باپ کی آنکھوں کا لے گئی
اکبرؑ کی ناتمام جوانی سمیٹ کے

ساتھ اپنے تخت و تاج یزیدی بھی لے گئی
اشکِ عزائے شہہؑ کی روانی سمیٹ کے

سلام

اشکِ غم میں ہیں نہاں کرب کے منظر کتنے
چند قطروں میں سمٹ آئے سمندر کتنے

جاں نثارانِ حسینؑ ہیں پرکھ لے دنیا
ہم بھی دیکھیں کہ تیرے پاس ہیں خنجر کتنے

سر تو زخمی ہوا اپنا یہ مگر جان گئے
کس کمیں گاہ سے پھینکے گئے پتھر کتنے

اُلفتِ آل کا دنیا نے صلہ خوب دیا
لُٹ گئے کتنے مکیں خاک ہوئے گھر کتنے

نام اللہ کا لینے کے لیے معاذ اللہ
لوگ تعمیر کیے بیٹھے ہیں خیبر کتنے

ایک عالم ہے کہ روتا ہے غمِ سرورؑ میں
بند باندھیں گے بھی گر آپ تو گھر گھر کتنے

یاد مظلوم کی آئی تو یہ معلوم ہوا
خشک آنکھوں میں سمائے ہیں سمندر کتنے

آج تک دامنِ ہر موج سے اُٹھتا ہے دھواں
جان تڑپے تھے عطش سے علی اصغرؑ کتنے

سلام

سینے پہ جو لکھی ہے وہ تحریر بہت ہے
بخشش کے لیے ماتمِ شبیرؑ بہت ہے

کیا فکر میری قبر میں کیوں ہوگا اندھیرا
داغِ غمِ شبیرؑ کی تنویر بہت ہے

مومن کے لیے شرط ہے اقرارِ ولایت
مسلم کے لئے نعرۂ تکبیر بہت ہے

فرشِ غمِ شبیرؑ ہی جنت ہے ہماری
زہراؑ کی دعاؤں کی یہ جاگیر بہت ہے

تعجیل کرو مجلسِ شبیرؑ بپا ہے
اس فرض میں اک سانس کی تاخیر بہت ہے

ملنے تو دو عباسؑ کو لڑنے کی اجازت
دو لاکھ کو اس شیرؑ کی شمشیر بہت ہے

یہ تیر سہ پہلو ہے ٹھہر جا بنِ کاہل
ننھے سے گلے کے لئے یہ تیر بہت ہے

قرآن نہ گرجائے کہیں خاک پہ لوگوں
سانس اُکھڑی ہے زخمی تنِ شبیرؑ بہت ہے

بھائی کہیں مقتل میں دکھائی نہیں دیتا
بے چین دلِ زینبؑ دلگیر بہت ہے

دو گام بھی بیمار پہ بھاری ہے ٹھہر شمر
اس حال میں یہ طوق یہ زنجیر بہت ہے

maablib.org

سلام

وہ جس نے اجر رسالتؐ ادا کیا ہی نہیں
ہزار سجدے کرے کوئی فائدہ ہی نہیں

عمل وہ جس میں مودّت کی مُہر صبط نہ ہو
قبولیت سے اُسے کوئی واسطہ ہی نہیں

بھٹکتے پھرتے ہیں جو بے امام محشر میں
یہ کون ہیں کہ جنہیں کوئی پوچھتا ہی نہیں

علیؑ کا اور تقابل امیرِ شام کے ساتھ
علیؑ پہ اس سے زیادہ ستم ہوا ہی نہیں

وہ جس میں آلِ نبیؐ کے حقوق غصب ہوئے
میں ایسے دورِ حکومت کو مانتا ہی نہیں

لہو ہے اس کا مقدر لہو سے اُبھرے گا
بقائے حق کا کوئی اور راستہ ہی نہیں

وہ ظرف دیکھ کے دیتا ہے اُلفتِ شبیرؑ
خدا ہر ایک کو اس سے نوازتا ہی نہیں

علم وہ حضرتِ عباسؑ کا اٹھائے ہی کیوں
وہ جس میں ہاتھ کٹانے کا حوصلہ ہی نہیں

یزیدیت کو دیا شہؑ نے وہ جواب کہ پھر
سوالِ بیعتِ فاسق کبھی اٹھا ہی نہیں

لہو رُلائے گی تا حشر تشنگیِ حسینؑ
یہ درد وہ ہے کہ جس درد کی دوا ہی نہیں

گلوئے اصغرِ بے شیرؑ چھیدنے والے
ترے ستم کی کوئی اب تو انتہا ہی نہیں

سلام

نورِ محمدیؐ کا یہ اعجاز ایک ہے
چودہ ہیں عکس اور رخِ ناز ایک ہے

احمدؐ سے لے کے تا بہ محمدؐ ہر ایک کی
بندہ نوازیوں کا بھی انداز ایک ہے

جیسے علیؑ کی ضرب کو حاصل ہے امتیاز
سجدہ تمام سجدوں میں ممتاز ایک ہے

نوکِ سِناں پہ پڑھ کے بتایا حسینؑ نے
قرآن و اہلِ بیتؑ کی آواز ایک ہے

کوثر پہ جا ملیں گے یہ دونوں رسولؐ سے
انجام ان کا ایک ہے آغاز ایک ہے

لَے ٹوٹنے نہ پائے کبھی یا حسینؑ کی
عزمِ جواں کے واسطے یہ ساز ایک ہے

مرنا جو جانتے ہیں وہی جی رہے ہیں آج
قوموں کی زندگی کا یہی راز ایک ہے

جاتی ہے جان جائے عزائے حسینؑ میں
یہ تو ہمارے واسطے اعزاز ایک ہے

اِک بھائی اِک بہن کی کہانی ہے کربلا
انداز ایک ہے اثرانداز ایک ہے

گھر کو جلانا، لوٹنا، ہنسنا غرور سے
صدیوں سے ظلم کا یہی انداز ایک ہے

میں ہوں دلِ بتولؑ سے نکلی ہوئی دعا
کافی میرے لیئے یہی اعزاز ایک ہے

maablib.org

سلام

نور نگاہِ شافعِ محشرؐ ہے سیدہؑ
بانوئے شیرِ خالقِ اکبر ہے سیّدہؑ

سیرت میں چال ڈھال میں طینت میں شکل میں
سر تا قدم رسولؐ کا پیکر ہے سیدہؑ

ہر کذب سے ہے دور ہر اک رجس سے ہے پاک
آئینۂ صفاتِ پیمبرؐ ہے سیدہ

کرتا ہے کیوں کسی سے تقابل او بے خبر
ابتر ہے وہ جہان میں کوثر ہے سیدہؑ

جھٹلا رہا تو ہے سرِ دربار سوچ لے
واللہ اعتبارِ پیمبرؐ ہے سیدہؑ

وہ آگ دینے والا درِ اہلبیتؑ کو
کیا جانتا نہیں تھا کہ در پر ہے سیدہؑ

اجڑا ہوا مزار مقدس گواہ ہے
اب تک بھی ظلم و جور کی زد پر ہے سیدہؑ

دربار میں مدینے کے چادر تو تھی نصیب
دربار شام میں تو کھلے سر ہے سیدہؑ

سلام

واقفِ مرتبۂ آلِ پیمبرؑ نہ ملا
بوجہل لاکھ ملے کوئی ابوذر نہ ملا

حکم قرآن و شریعت کی قسم بنتِ رسولؐ
اس کی بخشش نہ ہوئی جس کو تیرا در نہ ملا

ایک ہی نور کے دو جزو ہیں علیؑ اور رسولؐ
جس کو حیدرؑ نہ ملا اس کو پیمبرؑ نہ ملا

پنجتنؑ زیرِ کساء، دور کساء سے ازواج
غیر کو یہ شرفِ آلِ پیمبرؑ نہ ملا

تھے بضد لوگ کہ مل جائے کوئی مثلِ علیؑ
میرا مولاؑ تو بڑی چیز ہے قنبر نہ ملا

ماں کو سہرے کی تمنا تھی اِدھر اور اُدھر
ایسا بچھڑا کہ دوبارہ علی اکبرؑ نہ ملا

حیف صد حیف سکینہؑ کو اندھیرے بَن میں
سینہ تو مل گیا باباؑ کا، مگر سر نہ ملا

کاٹ کر لے گیا سر نیزے پہ شمرؔ کا
حُرملا جیسا زمانے میں ستمگر نہ ملا

یہ تو سر آنکھوں پر رکھنے کے لیئے ہے ظالم
اس طرح خاک میں تصویرِ پیمبرؐ نہ ملا

لاکھ تقدیر بدلتی ہوئی دیکھی ہم نے
نہ ملا دھر میں حُرؑ جیسا مقدر نہ ملا

سلام

حق ہے علیؑ کے ساتھ علیؑ ہیں نبیؐ کے ساتھ
یہ جس کے ساتھ ہیں ہے خدا بھی اُنہی کے ساتھ

کوئی علیؑ کے کوئی ہے غیر علیؑ کے ساتھ
مومن کسی کے ساتھ منافق کسی کے ساتھ

روزہ نماز حج و زیارات سب قبول
لیکن یہ شرط ہے کہ ہو حُب علیؑ کے ساتھ

سلمانِ اہل بیت کوئی بھی نہ بن سکا
یوں تھا کبھی کا بیٹھنا اٹھنا نبیؐ کے ساتھ

آئے ہیں ہم جہاں میں برائے غم حسینؑ
یہ درد تو ملا ہے ہمیں زندگی کے ساتھ

قربان کر کے ہم نے زمانے کی ہر خوشی
اپنایا ہے حسینؑ کے غم کو خوشی کے ساتھ

قائم ہے دین فرشِ عزائے حسینؑ سے
یہ بات سوچنا کبھی سنجیدگی کے ساتھ

بیٹے کے دل سے کھینچ رہے ہیں سناں حسین
یا رب نکل نہ آئے کلیجہ انی کے ساتھ

سلام

دل کی زینت یوں شہہ کرب و بلا کا غم ہوا
دوسرے ہر درد کا احساس کم سے کم ہوا

دیکھ کر عباس کو کہتے تھے آپس میں عدو
حشر ہو جائے گا برپا شیر جو برہم ہوا

داغ تھے جتنے گناہوں کے میرے سب دُھل گئے
جس گھڑی اشکِ غمِ سرور سے دامن نم ہوا

دین احمد پر جب آنچ آئی تو کام آئے حسینؑ
پنجتنؑ کا یہ نگینہ دین پر خاتم ہوا

جب پڑی کوئی مصیبت ہم کو یاد آئے حسینؑ
غم شہہؑ مظلوم کا ہر زخم کا مرہم ہوا

سلام

گلِ ایمان کی تقدیر جنابِ زہراؑ
صبحِ ایمان کی تنویر جنابِ زہراؑ

وہ ہی تیور وہی اندازِ رسولِ عربیؐ
ہوبہو باپ کی تصویر جنابِ زہراؑ

ایک بس جنبشِ ابرُو سے بدل دیتی ہیں
لوحِ محفوظ کی تحریر جنابِ زہراؑ

مانگ لیتے جو اگر آ کے مسلمان فدک
بخش دیتی یونہی جاگیر جنابِ زہراؑ

باپ سردارِ جناں زوجۂ گلِّ ایماں
مادرِ شبرؑ و شبیرؑ جنابِ زہراؑ

سلام

آئینۂ جمالِ رسالت ہے فاطمہؑ
سربستہ حُسنِ نورِ مشیت ہے فاطمہؑ

کیا ذکرِ جبرئیلؑ ترے دَر پہ صبح و شام
آتی سلام کرنے رسالتؐ ہے فاطمہؑ

حق مانگنے نہیں عیاں کرنے گئی تھی جھوٹ
آیۂ مباہلہ کی صداقت ہے فاطمہؑ

جیتے ہیں دیکھ دیکھ کے صورت حسنؑ و حسینؑ
گھر میں علیؑ کے گوشۂ جنت ہے فاطمہؑ

آیت کی طرح اُتری ہے قلبِ رسولؐ پر
قرآن کی وہ بولتی صورت ہے فاطمہؑ

ہے عصمتِ رسولؐ بھی جس کی پناہ میں
اُس نورِ ائمہ کی جلالت ہے فاطمہؑ

دن حشر کا حسینؑ کی مادر کے نام ہے
فرماں روائے روزِ قیامت ہے فاطمہؑ

مرقد ہے تیرا آج بھی اُجڑا پڑا ہوا
تجھ کو کہاں ملی ابھی راحت ہے فاطمہؑ

سلام

کرلوں بس ایک بار زیارت حسینؑ کی
دیکھے کب ہوگی ہم پر عنایت حسینؑ کی

دل میں جلا کے شمع عقیدت حسینؑ کی
جب چاہا ہم نے دیکھ لی صورت حسینؑ کی

زُلفِ رسولؐ ہاتھوں میں مثلِ مہار ہے
مرضی پر چل رہی ہے رسالت حسینؑ کی

سجدے کو طول دیتا رہا فخرِ انبیاءؑ
کی طاعتِ خدا میں اِطاعت حسینؑ کی

باغِ جناں ہے یہ کوئی باغِ فدک نہیں
جو چھین لیں گے آپ وراثت حسینؑ کی

لے لیں ہزار بار غلامی کی وہ سند
بے کار ہے بغیرِ مودّت حسینؑ کی

حق ہے اُسے وہ چاہے جہاں جب طلب کرے
ہر قطرۂ لہو ہے امانت حسینؑ کی

یوں ہی نہیں اُٹھائے ہیں قدرت نے ان کے ناز
نامِ خدا ہے آج بدولت حسینؑ کی

بن کر گلے میں طوق لپٹ جائے گی نماز
شامل نہیں گر اس میں مودّت حسینؑ کی

چودہ سو سال ہو گئے لیکن یہ حال ہے
جیسے ہوئی ہو آج شہادت حسینؑ کی

کڑیل جوان بیٹا تڑپتا ہے خاک پر
منہ دیکھتی ہے یاس سے حسرت حسینؑ کی

رونے نہ پائے چونک کے رکھنا ذرا خیال
زندانِ شام یہ ہے امانت حسینؑ کی

زینبؑ نکل نہ آئے کہیں خیمہ گاہ سے
برداشت کرسکے گی نہ غیرت حسینؑ کی

maablib.org

سلام

جب شاہِؑ ذوالفقار سے ٹکرا گئی نظر
مُرحب کو صاف اپنی قضا آ گئی نظر

آنکھیں علیؑ نے ڈال کے مرحب کی آنکھ میں
دیکھا تو بدنگاہ کی تھرا گئی نظر

فرّار بھی کھڑے تھے لیے حسرتِ علم
کرّار کو جو دیکھا تو شرما گئی نظر

دعوئِ دوستیِ محمدؐ ہوا ہوا
بھاگے اُحد سے موت جہاں آ گئی نظر

جبریلؑ سا مَلَک تھا مگر ہوش اُڑ گئے
چمکی جو ذوالفقار تو چکرا گئی نظر

جُھک جُھک کے چومتی ہی رہی فرطِ شوق سے
نقشِ قدم علیؑ کے جہاں پا گئی نظر

بستر تھا مصطفیٰؐ کا علیؑ محوِ خواب تھے
دھوکہ تھا صاف دھوکہ مگر کھا گئی نظر

پھیلا ہوا جہاں میں اندھیرا تھا چار سُو
اصغرؑ ہنسے تو راہِ بقا آ گئی نظر

تیرِ ستم لعین کے ہاتھوں سے گر پڑا
بے شیر کی نظر سے جو ٹکرا گئی نظر

یہ سن یہ تشنگی یہ شجاعت دلِ ربابؑ
نقشہ حنین و بدر کا دِکھلا گئی نظر

جنبش لبوں کو دی ہے یا کھینچی ہے ذوالفقار
خیبر یزیدیت کا تری ڈھا گئی نظر

دفنا کے لاشِ اصغرؑ بے شیر شاہؑ نے
دیکھا سُوئے خیام تو دُھندلا گئی نظر

باقر کے نونہال یہ مرنے کے دن نہ تھے
اس کم سنی میں کس کی تجھے کھا گئی نظر

رومالِ سیدہؑ میں وہ آنسو مہک اُٹھے
فرشِ عزائے شہہؑ پہ جو برسا گئی نظر

دیکھی لحد میں صورتِ حیدرؑ جو غور سے
قسمت پہ اپنی ناز سے اِترا گئی نظر

صورت کو میں ترستا رہا جس کی عمر بھر
کی بند آنکھ اِدھر اور اُدھر آ گئی نظر

سلام

ہوگا کبھی نہ ذکرِ شۂِ تشنہ کام ختم
باطل میں دم کہاں جو کرے حق کا نام ختم

ٹکرا کے بار بار زمانے کی گردشیں
خود ختم ہوگئیں نہ ہوئے ہم غلام ختم

پابندیوں سے رُک نہ سکے گا غمِ حسینؑ
کرلو دماغ سے یہ خیالاتِ خام ختم

دل پر گراں ہے اتنا ہے گر ذکرِ اہلبیتؑ
کردو نماز سے بھی درود و سلام ختم

جاری ہے فیضِ درہم و دینا آج بھی
کہتا ہے کون، ہوگیا دربارِ شام ختم

بے شیرؑ کے سوال پہ بولا یہ ابن سعد
اے حُرملا حسینؑ کا کردے کلام ختم

جاری ہے اب بھی گردنِ بے شیرؑ سے لہو
اب تک کہاں ہوا بنِ کاہل کا کام ختم

سلام

رن میں سوالِ آب پہ جب تیر چل پڑے
انسانیت کی آنکھ سے آنسو نکل پڑے

اصغرؑ کو لے کے فاطمہ صغریٰؑ کی گود سے
کیا جانے کیوں حسینؑ کے آنسو نکل پڑے

جی بھر کے آج دیکھ لو اصغرؑ کو اے رباب
کیا جانے کیسا وقت مصیبت کا کل پڑے

یہ کیا ہوا تڑپ اٹھے لاشے لبِ فرات
کیسی صدا ہے کیوں علی اصغرؑ مچل پڑے

کھینچ کر اُدھر کماں سے چلا حرملا کا تیر
یاں گود میں صغیر کے ابرو پہ بل پڑے

لاشہ تڑپ رہا ہے نواسے کا خاک پر
کیوں کر لحد میں روحِ پیمبرؐ کو کل پڑے

افسوس جو شبیہِ پیمبرؐ ہے دوستو
مقتل میں اُس کے سینہ پہ برچھی کا پھل پڑے

لو وہ ردائیں چھن گئیں جلنے لگے خیام
سر اپنا پیٹتے ہوئے بچے نکل پڑے

اُس موت پر نثار تمنائے زندگی
جس موت سے حیات کے چشمے اُبل پڑے

آواز دے رہے ہیں مدد کے لیے حسینؑ
اصغرؑ کو ماں کی گود میں کس طرح کل پڑے

maablib.org

سلام

زہراؑ کی امانت ہے عزاداریٔ شبیرؑ
زینبؑ کی عنایت ہے عزاداریٔ شبیرؑ

ایماں کی حرارت ہے عزاداریٔ شبیرؑ
نسلوں کی حفاظت ہے عزاداریٔ شبیرؑ

اعلانِ ولایت ہے عزاداریٔ شبیرؑ
اظہارِ برأت ہے عزاداریٔ شبیرؑ

فرعونِ جہاں لرزہ بر اندام ہے اس سے
سب سے بڑی طاقت ہے عزاداریٔ شبیرؑ

آنا ہو جسے سر سے کفن باندھ کر آئے
میدانِ شہادت ہے عزاداریٔ شبیرؑ

اسلام جو عالم میں سلامت ہے ابھی تک
ہے یوں کہ سلامت ہے عزاداریٔ شبیرؑ

اس فرشِ عزا کو نہیں ہم سب کی ضرورت
ہم سب کی ضرورت ہے عزاداریٔ شبیرؑ

سجدوں سے تو جنت کی ہوا بھی نہ ملے گی
جنت کی ضمانت ہے عزاداریٔ شبیرؑ

میں تو غمِ سرورؑ کے لئے خلق ہوا ہوں
میری تو عبادت ہے عزاداریٔ شبیرؑ

maablib.org

سلام

جانشینی پیمبرؐ کا یہ منظر دیکھنا
دیکھنے والوں شب ہجرت کا بستر دیکھنا

جانتے ہیں ہم نہ تھا آسان ان کے واسطے
خم میں حیدر کو سر بالائے منبر دیکھنا

جب کوئی مشکل پڑے یا سر نہ ہو کوئی مہم
مثل پیغمبرؐ علیؑ کا نام لے کر دیکھنا

کتنے با ایمان ہیں، ہیں کس قدر اسلام دوست
اک ذرا محفل میں لے کر نام حیدر دیکھنا

یہ سوال بیعت فاسق نہیں ہے انتقام!
بدر کا بھاگا پلٹ آیا ہے لشکر دیکھنا

کاٹ کر سر ابن حیدرؑ کا بجھائی دل کی آگ
چاہتے تو تھے علیؑ کا نیزے پہ سر دیکھنا

دیکھنے کے ہیں یہ سب پہرے لب نہر فرات
شیر دریا کی طرف آئے تو منظر دیکھنا

کہہ رہا ہے حرملا سے حوصلہ بے شیر کا
توڑتے ہیں یوں کمانِ ظلم ہنس کر دیکھنا

سلام

اتحاد اپنی صفوں میں کیوں نہ ہم پیدا کریں
دشمن دیں کے ہر اک حربے کو ناکارہ کریں

روشنی ذہنوں کو بخشیں فکر کو اعلیٰ کریں
آؤ مل کر آج ذکرِ سید والاؑ کریں

کفر کے مدِ مقابل حق کا نعرہ ہے حسینؑ
عالمِ اسلام کو اس نام پر یکجا کریں

توڑ ڈالیں تیشۂ اُلفت سے نفرت کے پہاڑ
حق کی قوت سے انا کے سنگ کو ریزہ کریں

لائے تھے جن کو مباہلے میں چُن چُن کر رسولؐ
حیف ہے اُن کی صداقت پر ہمیں شبہ کریں

اللہ اللہ سر پر رکھے ہیں ملوکیت کا تاج
چاہتے یہ ہیں رضی اللہ کہلایا کریں

جن کو حاصل ہے غلامیٔ علی مرتضٰےؑ
وہ بھلا کیوں نام کے یاروں سے یارانہ کریں

ملنے والے کو ملے گا آج خیبر میں علم
جلنے والے لاکھ رہ رہ کر اٹھا بیٹھا کریں

ہو کے رنجیدہ گئیں کس کس سے بنتِ مصطفٰیؐ
کیوں کسی کا نام لیں ہم ذہن کیوں گندہ کریں

کربلا تُو ہے امینِ خونِ سبطِ مصطفٰےؐ
تیری خاکِ پاک پر ہم پھر نہ کیوں سجدہ کریں

ہائے جس زینبؑ کو دنیا ثانیٔ زہراؑ کہے
اُس کو بلوے میں مسلماں خود ہی بے پردہ کریں

لشکرِ حُرؑ کو پلایا جس نے پانی راہ میں
اُس کے بچے کربلا میں پیاس سے تڑپا کریں

سخت زنجیروں میں ہیں جکڑے ہوئے عابدؑ کے ہاتھ
کس طرح میت سکینہؑ کی اُٹھائیں کیا کریں

سامنے زینبؑ کے لاشے ہیں بہتّر کے پڑے
کس کو روئیں کس کی کس کی لاش پر نوحہ کریں

مرگئے عباسؑ و اکبرؑ اور قاسمؑ بھی نہیں
زینبؑ و کلثومؑ کس سے ظلم کا شکوہ کریں

سلام

ہم جب برائے ماتمِ سرورؑ نکلتے ہیں
گھر سے ہتھیلیوں پہ لیئے سر نکلتے ہیں

ہنس کر کہا جواب میں حیدرؑ نے عُمر سے
چیونٹی کی موت آتی ہے جب پر نکلتے ہیں

تیغِ علیؑ ہے یا کہ ترازو ہے عدل کا
کُشتے تمام تُل کے برابر نکلتے ہیں

کھولیں ذرا یہ ہاتھ نمازی تو دیکھنا
کس کس کی آستینوں سے پتھر نکلتے ہیں

زہرہؑ کے لاڈلوں کی سواری تو دیکھئے
ناقہ بنے ہوئے وہ پیمبرؐ نکلتے ہیں

شاید کہ ذوالفقار ہوئی پھر سے بے نیام
روح الامینؑ سمیٹے ہوئے پر نکلتے ہیں

تیغِ زباں کھینچی ہوئی بل تیوریوں پہ ہیں
اصغرؑ ہیں یا کہ فاتحِ خیبر نکلتے ہیں

نکلے ہیں خیمہ گاہ سے زینبؑ کے دونوں لعل
کیا بحر جنگ جعفرؓ و حیدرؑ نکلتے ہیں

زینبؑ کے فرق پاک پہ شاید ردا نہیں
مرقد سے سر برہنہ پیمبرؐ نکلتے ہیں

بیٹھے ہیں اہل شام چراغاں کیئے ہوئے
اہل حرم نبیؐ کے کھلے سر نکلتے ہیں

اے دل بوقت نزع علیؑ آئینگے ضرور
ارمان کچھ ہیں ایسے جو مر کر نکلتے ہیں

maablib.org

سلام

محبوب الٰہی کے دلارے ہیں حسینؑ
شہزادیٔ کونینؑ کے پیارے ہیں حسینؑ

اللہ و پیمبرؐ ہیں سہارا سب کا
اللہ و پیمبرؐ کے سہارے ہیں حسینؑ

ہے تا بہ ابد جس سے زمانہ روشن
اس سلسلۂ نور کے دھارے ہیں حسینؑ

اسلام کی تقدیر بدل دی جس نے
اُس برجِ امامت کے ستارے ہیں حسینؑ

جرأت کا سوال آئے تو سارے ہیں علیؑ
بیعت کا سوال آئے تو سارے ہیں حسینؑ

ہر دل میں علم نصب ہے شہؑ کے غم کا
کہہ سکتا ہے کون آج کہ ہارے ہیں حسینؑ

اِک وعدۂ طفلی کو نبھانے کے لیئے
کس شان سے مقتل کو سدھارے ہیں حسینؑ

اکبرؑ کی جدائی کی ہے برچھی دل میں
جیتے ہیں مگر گور کنارے ہیں حسینؑ

حملہ جو کیا شہؑ نے تو رَن کانپ اٹھا
حیدرؑ کی شجاعت کے نظارے ہیں حسینؑ

maablib.org

سلام

کسے ہے اُس کی فضیلت کی انتہا معلوم
بشر کی شکل میں ہوتا ہے جو خدا معلوم

علیؑ کے سامنے کہتا رہا علیؑ کو خدا
نہ جانے ضد تھی نصیری کو کیا خدا معلوم

مدینہ ، کرب و بلا ، سامرہ ، نجف ، مشہد
ہمیں ہے جنتِ ارضی کا سب پتہ معلوم

علیؑ کے ماننے والے ہیں دب نہیں سکتے
ہمارے عزم سے کر شہہؑ کا حوصلہ معلوم

او ! ابنِ سعد یہ اصغرؑ ہیں کمسنی پہ نہ جا
نہیں ہے کیا تجھے حیدرؑ کا بچپنا معلوم

گلے سے آکے لپٹ جاؤ باپ کے صغرؑا
سفر ہے دور کا ملنا ہو کب خدا معلوم

وطن کو آئیں کے واپس نہ پھر پلٹ کے حسینؑ
کہاں تھا فاطمہ صغرؑا کو یہ بھلا معلوم

نہ بولے شاہؑ نہ بانو نے کچھ سوال کیا
مگر جو حال تھا چہرہ سے ہو گیا معلوم

سہم کے شمر کو دیکھا جھکا لیا سر کو
کسی نے حال سکینہؑ کیا جب کیا معلوم

چلے جو اکبرؑ مہرو تو رو کے ماں نے کہا
لکھا تھا کیا مری قسمت میں اب ہوا معلوم

کنارے نہر کے سوتے ہو چین سے عباسؑ
ردائیں چھن گئیں بہنوں کی کچھ ہوا معلوم

ستم کی زد پہ ہے اب تک رسولؐ کی بیٹی
نہ جانے سوئے گی کب چین سے خدا معلوم

سلام

ذوالفقارِ علویؑ دستِ اسدؑ مانگتے ہیں
پھر ثنا دیدِ جہاں بدر و احد مانگتے ہیں

سرِ دربار نبی زادی کو جھٹلاتے ہیں
فاطمہ سے وہ صداقت کی سند مانگتے ہیں

ہم اُسی در پہ صدا دیتے ہیں ہر مشکل میں
جس سے پیغمبرِ اسلام مدد مانگتے ہیں

خوب منزل ہے کہ جمہور کی بنیادوں پر
لوگ ایمان برائے اب وجد مانگتے ہیں

افضلیت جنہیں دیتی ہے علیؑ پر دنیا
خود وہ بچوں سے غلامی کی سند مانگتے ہیں

مانگتے ہیں جو غمِ شاہ میں مرنے کی دُعا
وہ حیات اپنے لئے تابہ ابد مانگتے ہیں

بانیٔ دین سوالی ہے نبی زادے سے
دین کے واسطے خوں بیٹے کا جد مانگتے ہیں

آج بھی شاہِ زمنؑ دین کی نصرت کے لئے
اہلِ ایمان سے اشکوں کی رسد مانگتے ہیں

سلام

نفسِ حق نفسِ نبیؐ لائے گا کون
لائے تو مثلِ علیؑ لائے گا کون

ہو عبادت جس کی صورت دیکھنا
ایسا بندہ ہے کوئی لائے گا کون

سائے میں تیغوں کے سویا چین سے
بجز علیؑ ایسا جری لائے گا کون

ایک سر مانگا بہتّر سر دیئے
میرے مولاؑ سا سخی لائے گا کون

زانوئے شبیرؑ پر توڑا ہے دم
حُر کی قسمت سا دھنی لائے گا کون

زیرِ خنجر بھی کیا شکرِ خدا
یہ ادائے بندگی لائے گا کون

مُسکرا کے ظلم کا رُخ پھیر دے
لائے اصغرؑ سی ہنسی لائے گا کون

سب کے لاشے تو اٹھا لائے حسینؑ
لاشۂ سبطِ نبیؐ لائے گا کون

گر پڑی ناقہ سے پیاری باپ کی
ہے رسن بستہ سبھی لائے گا کون

maablib.org

سلام

حق بات تو یہی ہے اللہ جانتا ہے
بعدِ نبیؐ علیؑ سا ہو گا نہ ہو سکا ہے

پشتِ نبی پہ آخر یہ کون آ گیا ہے
سردارِ انبیاء کا سجدہ رُکا ہوا ہے

سجدہ جو بندگی کی معراج بن چکا ہے
سجدے کو یہ شرف بھی شبیرؑ نے دیا ہے

نامِ حسینؑ پر جو بہتان رکھ رہا ہے
خود اپنی نسلِ بد کے اثرات کھولتا ہے

اطوار ایک سے ہیں انداز ایک سا ہے
چہرہ یزید نے بس اپنا بدل لیا ہے

واپس یزیدیت کا کیا دور آ گیا ہے
ایمان دب رہا ہے قرآن جل رہا ہے

تیغ دو دم کھنچی ہیں سارا اُحد کا میداں
لبیک و لافتیٰ کے نعروں سے گونجتا ہے

حیدرؑ کی ایک ضربت لا ریب تا قیامت
ثقلین کی عبادت سے بھی کہیں سوا ہے

آلِ نبیؐ پر یارب کیا وقت آ پڑا ہے
بیٹی علیؑ کی ہائے کوفے میں بے ردا ہے

کیا ہے قصور اس کا بتلاؤ کیا خطا ہے
بچے کو ابنِ کاہل کیوں تیر مارتا ہے

کرب و بلا کے بن میں ایک حشر سا بپا ہے
دُرّوں کی زد میں اِس دم بیمارِ کربلا ہے

مسند اُجڑ چکی ہے سب خیمہ جل چکا ہے
سر ننگے پاء برہنا ناموسِ مصطفیٰؐ ہے

وہ دیکھیے سکینہؑ آفت میں مبتلا ہے
رُخ پر کوئی طمانچے بچی کے مارتا ہے

ساحل پہ ایک لاشہ غم سے تڑپ رہا ہے
بچی کو کوئی ظالم دررے لگا رہا ہے

maablib.org

سلام

لے کے پیغام یہ شبیرؑ کا گھر گھر پہنچو
حق بلاتا ہے ہتھیلی پہ لیئے سر پہنچو

جاگ کب جاگے گا غفلت سے عزادارِ حسینؑ
ہے عزاداریٔ شہہؑ ظلم کی۔ زد پر پہنچو

پھر صدا دیتا ہے احمدؐ کا نواسہ تم کو
پھر پسِ گردنِ شبیرؑ ہے خنجر پہنچو

آ رہی ہے درو دیوار سے ھل من کی صدا
نصرتِ سبطِ نبیؐ فرض ہے تم پر پہنچو

بارگاہِ شہہِ مظلوم میں پھر آگ لگی
پھر جلایا گیا گہوارۂ اصغرؑ پہنچو

یا علیؑ آؤ ، علیؑ آؤ ، علیؑ آجاؤ
سر سے سیدانیوں کے چھنتی ہے چادر پہنچو

اب نہ آؤ گے تو کب آؤ گے یا شیرِ خداؑ
جلتا ہے عابدِ بیمارؑ کا بستر پہنچو

کیسے بیمار بھتیجے کو سنبھالے زینبؑ
آؤ عباسِ علیؑ، سبطِ پیمبرؐ پہنچو

سلام

خدائی جس کی ہے اُس ناخدا کو یاد کرو
علیؑ علیؑ کہو، عینِ خدا کو یاد کرو

تلاشِ حق میں نہ کھاؤ اِدھر اُدھر ٹھوکر
نجف تک آؤ، نبیؐ کی دعا کو یاد کرو

پُلِ صراط کی جب آئی سامنے منزل
یہ ہنس کے بولے نصیری خدا کو یاد کرو

علیؑ کے حق کی قسم ہے یہ سنّتِ نبویؐ
کہ آئیں مشکلیں، مشکل کشاء کو یاد کرو

جو سو گیا شبِ ہجرت نبیؐ کے بستر پر
اس اہتمامِ وفا کی وفا کو یاد کرو

لحد میں جب بھی اتارو جوان کا لاشہ
تو نوجوان شہہ کربلا کو یاد کرو

ہوائے تیر نے جس کو سُلا دیا رَن میں
کلیجہ تھام کے اُس مہ لقا کو یاد کرو

قدم قدم پہ جو رویا ہے خون کے آنسو
دیارِ شام کے اُس غمزدہ کو یاد کرو

سلام

کوئی گھر فاطمہؑ کے گھر سے ہو بڑھ کر تو ہم جانیں
کسی در پر سلامی خود ہو پیغمبرؐ تو ہم جانیں

سوائے سیدہؑ کے گھر کے محشر تک کی مہلت ہے
دکھا دو صحنِ مسجد میں کُھلا اِک در تو ہم جانیں

قدم رکھے کھڑا ہے شان سے مہرِ نبوت پر
کوئی دکھلاؤ ایسا صاحب منبر تو ہم جانیں

مئے حُبِّ علیؑ سے جس کے دل کا ظرف خالی ہے
سرِ محشر قدم رکھ لے لبِ کوثر تو ہم جانیں

اتر جائے نہ جب تک پشت سے لختِ دل زہراؑ
اٹھالیں سر ذرا سجدے سے پیغمبرؐ تو ہم جانیں

سوا بنتِ اسدؑ دعویٰ ہے کوئی ماں دو عالم میں
بنا لے گر زچہ خانہ خدا کا گھر تو ہم جانیں

اگر قبروں کا ڈھا دینا ہی قانونِ شریعت ہے
چلو ڈھا دو نبیؐ کا روضۂ اطہر تو ہم جانیں

جلاتے آئے ہو صدیوں سے اہلبیتؑ کے مسکن
جلا ڈالو ہمارے دل میں ہے جو گھر تو ہم جانیں

اجازت جنگ کی عباسؑ کو گر کاش مل جائے
ترائی روک لے پھر شام کا لشکر تو ہم جانیں

علی اکبرؑ سا بیٹا اور کھائے برچھیاں رن میں
کوئی ماں دیکھ لے آنکھوں سے یہ منظر تو ہم جانیں

پسرِ زینبؑ نے بھائی پر کئے جس طرح سے قربان
حوالے موت کے کردے کوئی مادر تو ہم جانیں

خود اپنے ہاتھ سے کھودی لحد اصغرؑ کی سرور نے
کرو یوں دفن اپنے ہاتھ سے دلبر تو ہم جانیں

لٹا کے گھر کا گھر سارا خدا کی راہ میں کوئی
کرے یوں شکر کا سجدہ تہہِ خنجر تو ہم جانیں

یہ صبرِ حضرتِ شبیرؑ تھا ورنہ کوئی دیکھے
پسر کا خون میں ڈوبا ہوا پیکر تو ہم جانیں

نوحہ

جو کھا کے تیرِ ستم رن میں بے زباں تڑپا
زمین کانپ اٹھی رو کے آسماں تڑپا

وہاں وہاں پہ زمیں رن کی لالہ زار بنی
جہاں جہاں پہ شہہؑ دیں کا نوجواں تڑپا

جہاں جہاں پہ تمانچے لگے سکینہؑ کو
سرِ حسینؑ سناں پر وہاں وہاں تڑپا

سوالِ آب کا کیا خوب یہ جواب ملا
جو ہنس رہا تھا وہ معصوم بے زباں تڑپا

حرم کو لے کے یہ ناقے کدھر سے ہو کے چلے
کہ اہلِ بیتِ محمدؐ کا ساربان تڑپا

کمالِ صبر بھی تھا حد کی ناتوانی تھی
کہ تازیانہ لگا اور نہ ناتواں تڑپا

نوحہ

دخترِ شبیرؑ کی تشنہ دہانی دیکھ کر
خون آنکھوں میں اُتر آتا پانی دیکھ کر

دونوں ہاتھوں سے جگر کو تھام کر تڑپے حسینؑ
خاک میں ملتی محمدؐ کی نشانی دیکھ کر

عکس پیاسوں کا نظر آیا جو سطحِ آب پر
رو دیے عباسؑ دریا کی روانی دیکھ کر

پانی پانی ہوگئیں دریا کی موجیں شرم سے
حضرت عباسؑ کی آنکھوں میں پانی دیکھ کر

تک رہے ہیں پیار سے بیٹے کی صورت کو حسینؑ
موت روتی ہے سر ہائے نوجوانی دیکھ کر

سر پٹختی ہے بہن خیمے میں روتے ہیں حرم
حلقِ شاہِ دیں پہ خنجر کی روانی دیکھ کر

ہائے کیا بتلائیں کیا گزری دلِ شبیرؑ پر
گھوڑوں کی ٹاپوں میں بھائی کی نشانی دیکھ کر

خشک ہونٹوں پر پھرائی جب زباں بے شیرؑ نے
رو دیا لشکر ادائے بے زبانی دیکھ کر

نوحہ

پُر ہول فضائیں ہیں جنگل ہے اندھیرا ہے
بچہ کسی بی بی کا ایسے میں اکیلا ہے

مجبورِ ستم مادر چونک اُٹھی ہے سُن سُن کر
جب بھی کسی بچے نے مادر کو پکارا ہے

اب کس کو سلاؤں گی باقر نے کہا رو کر
اے لعل میرے خالی کب سے تیرا جھولا ہے

ہاتھوں پہ شہہِ دیںؑ کے میداں کو چلے اصغرؑ
تیروں کے نشانے پہ مادر کا کلیجہ ہے

ماں کوکھ جلی کیسے دن اپنے گزارے گی
تنہائی ہے زنداں ہے اصغرؑ ہے نہ جھولا ہے

کس طرح کسی پہلو عباسؑ کو کل آئے
واں پیاسی سکینہؑ ہے اور سامنے دریا ہے

maablib.org

نوحہ

اسلام اور عزاداری، اسلام اور عزاداری
قائم ہے تا قیامت وہ یہ بھی ہے تا ابد جاری

حیران ہوں زمانے کو، کیا ہو گیا اے یا رب
شبیرؑ کی عزاداری اسلام سے جدا ہے کب
اسلام کی ہے رگ رگ میں شبیرؑ کا لہو جاری

اسلام درس دیتا ہے، مظلوم کی حمایت کا
ظالم سے یہ عزاداری اعلان ہے بغاوت کا
ہم اشکِ غم سے کرتے ہیں، اسلام کی شجر کاری

روئے کسی کی غربت پر، آنکھوں کی یہ عبادت ہے
مظلوم کی عزاداری اسلام کی ضرورت ہے
ہم فرشِ غم پہ دیتے ہیں، عالم کو طرزِ بیداری

کیا غم حمایتِ حق میں، تکلیف گر اٹھائی بھی
مٹی میں مل گئی اک دن فرعون کی خدائی بھی
ہر ظلم کے مقدر میں، لکھی ہے ذلت و خواری

آئینِ کبریا ہے وہ، آئین سے وفا یہ ہے
شہزادیِ دو عالم کی اللہ سے دُعا یہ ہے
ہوتی رہے قیامت تک مظلوم کی عزاداری

maablib.org

نوحہ

ہوگئی ختم جفا اصغرؑ بے شیر کے ساتھ
خود ستم رویا ہے مِل مِل کے گلے تیر کے ساتھ

دوڑتے جاتے ہیں شہہ اکبرِ دلگیر کے ساتھ
زور چلتا نہیں تدبیر کا تقدیر کے ساتھ

بنگے پاء لے گئے بیمار کو تا شام لعیں
بیڑیاں روئیں لہو پاؤں کی زنجیر کے ساتھ

کس میں دم تھا جو رِدا لیتا سرِ زینبؑ سے
ہائے عباسِؑ دلاور نہ تھے ہمشیر کے ساتھ

ساتھ چھوڑا نہیں زینبؑ نے کبھی بھائی کا
سر برہنہ پھری در در سرِ شبیر کے ساتھ

بعد مرنے کے بھی بچی سے نہ زنداں چھوٹا
ہائے کیا ظلم ہوا دخترِ شبیرؑ کے ساتھ

کوفہ و شام میں زینبؑ جو پھریں بے پردہ
بے کسی روتی رہی چادرِ تطہیر کے ساتھ

ہائے کیا ظلم کیا تیرِ بنِ کاہل نے
بازوئے شہہ بھی چھدا گردنِ بے شیر کے ساتھ

نوحہ

اُٹھا کوئی جنازہ پھر سیدہؑ کے گھر سے
حسرت برس رہی ہے ایک ایک بام و در سے

یہ کس کو رو رہی ہیں زینبؑ تڑپ تڑپ کے
جنت میں سیدہؑ نے چادر گرادی سر سے

جس نے خدا کے گھر کو بخشی تھی آ کے زینت
وہ آج ہو رہا ہے رخصت خدا کے گھر سے

قاتل کو اپنے ٹھنڈا شربت پلانے والا
بے چین ہو رہا ہے خود زہر کے اثر سے

آنکھیں ہیں بند شاید آرام آگیا ہے
مولا تڑپ رہے تھے اُنیس کی سحر سے

زینبؑ کے بازوؤں کو شبیرؑ چومتے ہیں
کیا جانے پدر نے کیا کہہ دیا پسر سے

نوحہ

فاطمہؑ کے چین نے علیؑ کے نورعین نے
باخدا حسینؑ نے دین کو بچا لیا

میرِ شام بن گیا تھا سانپ آستین کا
خسروی کے سر پہ رکھ رہا تھا تاج دین کا
بادشاہِ دین نے، بوریا نشین نے
آرزوئے خسروی کو خاک میں ملا دیا

دین کو بچا لیا۔۔۔۔۔۔۔

حرف آرہا تھا، دین مصطفیٰؐ کے نام پر
منبرِ رسولؐ بک رہا تھا تختِ شام پر
دین کی اساس نے، دستِ حق شناس نے
اُمّتِ محمدیؐ کو خواب سے جگا دیا

دین کو بچا لیا۔۔۔۔۔۔۔

ہر طرف سے بند ہو چکے تھے حق کے راستے
خون مانگتا تھا دین زندگی کے واسطے
دین کے اصول نے، نائب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
زندگی کا قرض اپنے خون سے چکا دیا

دین کو بچا لیا-------

پھر سے شرک کی طرف پلٹ نہ جائے آدمی
راہِ مستقیم سے بھٹک نہ جائے آدمی
شاہِ تشنہ کام نے، وقت کے امامؑ نے
حق کی راہ پر لہو سے اِک دیا جلا دیا

دین کو بچا لیا-------

بڑھتے بڑھتے بات جب اصول دیں پہ آ گئی
اور یزیدیت کی شکل میں عروج پا گئی
بڑھ کے پھر دلیر نے، شیر حق کے شیر نے
دوپہر میں تخت و تاج و قصرِ شام ڈھا دیا

دین کو بچا لیا------

حلقِ بے زباں سے ظلم کی کمان توڑ دی
شہ رگِ گلو سے خنجروں کی دھار موڑ دی
نازشِ حیات نے، فخرِ کائنات نے
سر کٹا کے آدمی کا سر بلند کر دیا

دین کو بچا لیا--------

دل کہاں سے لاؤں جو کروں یہ واقعہ بیاں
تین دن کی پیاس میں وہ حوصلہ تھا الاماں
ظلم کے اسیر نے، رن میں اِک صغیرؑ نے
مسکرا کے فوجِ شام کو رُلا رُلا دیا

دین کو بچا لیا--------

لاکھ جان و دل نثار سیدِ اناؑم پر
رو دیا فلک بھی بے کسیِ تشنہ کاؑم پر
اپنے مہ جبین کو، دلبرِ حسینؑ کو
کھینچ کر گلے سے تیر جب گلے لگا لیا

دین کو بچا لیا--------

دفن کر چکے جو پارۂ جگر کو شاہِ دیں
قبر پہ چھڑکنے کو ملا نہ آب جب کہیں
شاہِ دل ملول نے، دلبر بتولؑ نے
لحدِ بے زباں کو اپنے آنسوؤں سے تر کیا

دین کو بچا لیا۔۔۔۔۔۔

دل تڑپ اٹھا جو کربلا کی یاد آ گئی
تشنگی شاہ کربلا لہو رلا گئی
شہؑ کے غمگسار نے چشم اشک بار نے
دامن نجات موتیوں سے اپنے بھر دیا

دین کو بچا لیا۔۔۔۔۔۔

نوحہ

لہو حسینؑ کا ہے رائیگاں نہ جائے گا
رنگ لائے گا ضرور رنگ لائے گا

ڈھائے کس قدر جہاں یہ ظلم ڈھائے گا
حوصلہ ہمارا کتنا آزمائے گا
آئے گا ضرور ایک وقت آئے گا
وارثِ حسینؑ جب نقاب اٹھائے گا

لہو حسینؑ کا ہے رائیگاں نہ جائے گا

السلام فاطمہؑ کے لعل السلام
شاہکارِ عزمِ بے مثال السلام
جس کو تیری ناخدائی مسترد کرے
وہ سفینۂ حیات ڈوب جائے گا

لہو حسینؑ کا ہے رائیگاں نہ جائے گا

ارتقاء کی منزلوں میں ہے جہاں ابھی
قید سے نجات پائے گا یہ جب کبھی
سجدہ ریز ہوگی کائنات فخر سے
جب حسینؑ کا زباں پہ نام آئے گا

لہو حسینؑ کا ہے رائیگاں نہ جائے گا

سنتِ رسولؐ ہے وِلا حسینؑ کی
ہے بہشت کی سند وفا حسینؑ کی
کربلا کو آنسوؤں کا تُم خِراج دو
ہر محاذِ زندگی پہ کام آئے گا

لہو حسینؑ کا ہے رائیگاں نہ جائے گا

منزلِ ثبات و شکر کا خلیلؑ ہے
ماں عظیم تر ہے اور پدر جلیل ہے
اے یزید بد صفات یہ حسینؑ ہے
سر جھکائے گا نہیں یہ سر کٹائے گا

لہو حسینؑ کا ہے رائیگاں نہ جائے گا

یہ لہو غریب و بے نوا کا یہ لہو
یہ لہو شہیدِ کربلا کا یہ لہو
یہ لہو جو بہہ رہا ہے ریگِ گرم پر
یہ لہو اجل کو زندگی بنائے گا

لہو حسینؑ کا ہے رائیگاں نہ جائے گا

یہ لہو حسینؑ کا نہیں نبیؐ کا ہے
فاطمہؑ کا ہے حسنؑ کا ہے علیؑ کا ہے
ڈوب جائے گا خود اپنے بحرِ ظلم میں
اس لہو کی زد پہ جو یزید آئے گا

لہو حسینؑ کا ہے رائیگاں نہ جائے گا

کربلا میں دخترِ رسولؐ لٹ گئی
قتل ہوگیا پسر، بتولؑ لٹ گئی
ریگِ گرم پر پڑی ہیں میتیں تمام
کیا خبر تھی آل پر یہ وقت آئے گا

لہو حسینؑ کا ہے رائیگاں نہ جائے گا

شمر دخترِ حسینؑ کے نہ لے گہر
رحم کر غریب و ناتواں پر رحم کر
ڈر خدائے ذوالجلال کے عذاب سے
روزِ حشر کیا نبیؐ کو منہ دکھائے گا

لہو حسینؑ کا ہے رائیگاں نہ جائے گا

نوحہ

یاد جب آگئی لختِ دل شبیرؑ کی پیاس
خاک پر خون سے عباسؑ نے تحریر کی پیاس

پانی چلّو میں ہے عباسؑ کے اشک آنکھوں میں
اور تصور میں ہے بنتِ شہہ دلگیرؑ کی پیاس

سامنے آتی ہے جب مشک علم کے ہمراہ
خون رُلاتی ہے ہمیں دخترِ شبیرؑ کی پیاس

پڑگئی شمرِ ستمگار کے دل میں ٹھنڈک
تیرِ سہ شعبہ چلا بجھ گئی بے شیر کی پیاس

کاٹ کر لے گئے سر نوکِ سناں پر ظالم
حلقِ بے شیرؑ سے ٹھنڈی نہ ہوئی تیر کی پیاس

جانِ حیدرؑ سے لیا بدر و اُحد کا بدلہ
حلقِ سرورؑ سے بجھائی گئی شمشیر کی پیاس

راہِ پُرخار میں ہرگام پہ پائے عابدؑ
خون دے دے کے بجھاتے رہے زنجیر کی پیاس

جب کبھی تذکرہِ تشنہ لبی ہوتا ہے
اور بڑھ جاتی ہے کچھ ماتمِ شبیرؑ کی پیاس

فیصلہ کون کرے کرب و بلا کے بَن میں
بھائی کی پیاس زیادہ تھی کہ ہمشیر کی پیاس

maablib.org

نوحہ

گھر میں اہلبیتؑ کے ماتم ہے خیبر گیر کا
ہوگیا سورج غروب اسلام کی تقدیر کا

ابنِ ملجم نے دوپارہ کردیا قلبِ رسولؐ
فرق حیدرؑ میں اُتر آیا ہے پھل شمشیر کا

ماں کی اُلفت چھین لی اُمت نے کل کی بات ہے
آج بابا بھی جہاں سے اُٹھ گیا شبیرؑ کا

کربلا میں اُس کا ہی فرزند ترسے آب کو
اپنے قاتل کو پلائے جو پیالہ شیر کا

شام و کوفہ کے تصور میں تڑپ کر مرتضیٰؑ
تک رہے ہیں یاس سے سر زینبؑ دلگیر کا

تھام کر عباسؑ کا بازو یہ حیدرؑ نے کہا
کربلا میں دھیان رکھنا چادرِ ہمشیر کا

گردنِ حیدرؑ میں جو باندھی گئی ہے ریسماں
پھر دکھائے گا فلک منظر اِسی تصویر کا

سیدہؑ کے گھر میں برپا آج پھر کہرام ہے
حال ہے بے حال غم سے شبرؑ و شبیرؑ کا

نوحہ

تذکرہ ہوتا رہے شبیرؑ کا

کتنے ہی بانی شر آتے رہے جاتے رہے
کوششیں اپنی سی ہر ہر گام فرماتے رہے
پرچم عباسِ غازیؑ یوں ہی لہراتے رہے
تذکرہ ہوتا رہا شبیرؑ کا

یہ منافق رہبرِ اسلام یہ خود ساختہ
یہ امیرِ شام کا نائب یزیدِ بے حیا
باعث حیرت نہیں دشمن ہے گر شبیرؑ کا
یہ اثر ہے خون کی تاثیر کا

سر جھکانا ننگ ہے سر حق پہ کٹواتے رہو
جبر و استبداد کے محلات کو ڈھاتے رہو
واقعاتِ کربلا بے خوف دوہراتے رہو
یہ ہے ورثہ زینبؑ دلگیر کا

مرحبا اے شام و کوفہ کی رسن بستہ خطیبؑ
سو گیا خطبوں سے تیرے تختِ شاہی کا نصیب
بن گیا اقوامِ عالم کے لیے حق کا نقیب
ایک ایک جملہ تیری تقریر کا

فخرِ مریمؑ، فخرِ سارہؑ، سیدہؑ کی یادگار
وقت پڑنے پر وہی اپنایا ماں کا سا شعار
ٹھوکروں پر رکھ لیا دربارِ شاہی کا وقار
ڈھا دیا دَر کُفر کی تعمیر کا

جب بجھا دی پیاس اصغرؑ کی جفا کے تیر نے
خون اُگلا باپ کے ہاتھوں پر جب دلگیر نے
سُرخروئی کے لئے اسلام کی شبیرؑ نے
مل لیا چہرے پہ خون بے شیرؑ کا

نوحہ

حق و صداقت کی راہوں کو روک سکو تو بے شک روکو
ماتم سے ماتم داروں کو روک سکو تو بے شک روکو

آگ کے طوفانوں سے کھیلے ہیں تپ کر نکھرے ہیں ہم
چودہ سو سالہ تاریخ کے سینے پر بکھرے ہیں ہم
خون کا دریا پار کیا تب ساحل پر ابھرے ہیں ہم
روکو شہہ کے غم خواروں کو روک سکو تو بے شک روکو

خونِ جگر سے اپنے روشن کرتے رہے ہیں اہلِ ولا
ہو کتنی ہی تیز ہوائیں جلتی رہے گی شمعِ عزا
کتنا دم خم ہے باطل میں یہ ہم بھی دیکھیں تو ذرا
شمع جلی ہے پروانوں کو روک سکو تو بے شک روکو

جن راہوں پہ چل کر حُرؑ شبیرؑ کے قدموں تک پہنچا
دیتا رہے گا تا بہ ابد ہر نقش کفِ پا اُس کا پتا
یہ راہیں ہر پل ہیں کھلی یہ راستہ ہے ہر وقت کھلا
حُر بن کر آنے والوں کو روک سکو تو بے شک روکو

جتنا بھی تم سے ممکن ہو زور لگالو جی بھر کے
بڑھتا ہی جائے گا یہ طوفان مخالف جھونکوں سے
اشکوں کے سیلاب کے آگے بند کہاں تک باندھو گے
اشکوں کی اِن برساتوں کو روک سکو تو بے شک روکو

جنت کے دروازوں پر لکھا ہے یہ باحرفِ جلی
نام علیؑ کا لیتی ہے تب کھلتی ہے گلشن میں کلی
ذرہ ذرہ دو عالم کو بول رہا ہے علیؑ علیؑ
علیؑ علیؑ کے ان نعروں کو روک سکو تو بے شک روکو

حکمِ خدا سے مولائی کا تاج علیؑ کے سر پہ سجا
حُبِ علیؑ کا جام نبیؐ کے ہاتھوں سے تقسیم ہوا
دست نبوت سے لے لے کر پیتے رہیں گے اہل ولا
بادہ خم کے مہ خواروں کو روک سکو تو بے شک رکو

فکرِ یزیدی آج بھی ہے خائف عباسؑ کے پرچم سے
بہر ظلمت کانپ رہا ہے اپنی چشمِ پرُنم سے
گرنے کو ہی ہے دیوارِ ظلم ہمارے ماتم سے
گرتی ہوئی اِن دیواروں کو روک سکو تو بے شک روکو

میثم کا اندازِ تکلّم لے گیا ہائے دل اپنا
موت کو یوں دیکھا ہنس کر دل چھوڑ گیا قاتل اپنا
ظلمت کا دریا جو چڑھا تھا بھول گیا ساحل اپنا
حق کہنے سے حق والوں کو روک سکو تو بے شک روکو

دھوم مچادی مقتل میں زینبؑ کے راج دُلاروں نے
پاٹ دیا لاشوں سے رن کو بنتِ علیؑ کے پیاروں نے
ڈھادیا ابنِ سعد کا خیمہ جعفر کے دلداروں نے
ان دو دھاری تلواروں کو روک سکو تو بے شک روکو

وہ بھی تھے کیا لوگ جو اپنی جان کو حق پر وار گئے
ظلم سہے اس شان سے کہ خود ظلم کے بانی ہار گئے
ہنستے کھیلتے اُلفت میں شبیرؑ کی سُوئے دار گئے
مر کر یوں جینے والوں کو روک سکو تو بے شک روکو

maablib.org

نوحہ

ہائے نونہالوں کے میرِ کارواں اصغرؑ

زندگی کی راہوں میں میر جاوداں اصغرؑ
کربلا پہنچتے ہی ہوگئے جواں اصغرؑ
تیغِ لب سے باطل کی کاٹ دی زباں اصغرؑ
سرخیٔ شہادت ہے تیری داستاں اصغرؑ

ہائے نونہالوں کے میرِ کارواں اصغرؑ

بن یہ چھ مہینے کا یہ شباب کا عالم
تھے تھے قدموں پر کرلیا جہاں کو خم
ہنس رہا تھا تو لیکن چشمِ ظلم تھی پرنم
کردیا قیامت تک خم یزید کا پرچم

ہائے نونہالوں کے میرِ کارواں اصغرؑ

دو جہاں پہ بھاری ہے تیری ایک قربانی
تو بڑا بہادر ہے اے حسینؑ کا جانی
تجھ کو چھیڑ کر کی تھی حُرملہ نے نادانی
بہہ رہا تھا تیرا خوں تر تھی اس کی پیشانی

ہائے نونہالوں کے میر کارواں اصغرؑ

تو کمالِ آدم ہے، تو کمالِ انسانی
تیری فکر لا محدود، تیرا غم ہے لافانی
منفرد بہادر ہے تو نہیں ترا ثانی
دین کی رگوں میں ہے تیرے خوں کی طغیانی

ہائے نونہالوں کے میر کارواں اصغرؑ

کربلا کے میداں میں تو اگر جواں ہوتا
جرأت و شجاعت کا بڑھ کے آسماں ہوتا
تول کر علیؑ کی تیغ رن کو جب رواں ہوتا
اس جہاں کے نقشہ پر شام پھر کہاں ہوتا

ہائے نونہالوں کے میر کارواں اصغرؑ

لاکھ ظلم کی فوجیں سامنے تھیں صف آرا
تیرے اک تبسم نے کردیا تہ و بالا
پھیر کر زباں لب پر کفر کو جو للکارا
لشکرِ یزیدی کے قلب کو ہلا ڈالا
ہائے نونہالوں کے میر کارواں اصغرؑ

حرملہ لرز اُٹھا تن کے وہ کیا نعرہ
تیر کھا کے جیتے تم، وہ تیر مار کر ہارا
ایک حشر برپا تھا، گونجتا تھا رن سارا
پھر علیؑ کے پوتے نے کُلِ کفر کو مارا
ہائے نونہالوں کے میر کارواں اصغرؑ

موت بھی لرزتی تھی تیرے پاس آنے سے
جاوداں حیات آئی مَوت کے بہانے سے
اُٹھ رہی تھیں دُنیا کی رونقیں زمانے سے
زندگی مہک اٹھی تیرے مسکرانے سے
ہائے نونہالوں کے میر کارواں اصغرؑ

تشنگی کی شدت میں جب زباں دکھائی تھی
موت کا تقاضا تھا جاں لبوں پہ آئی تھی
ظلم کے اندھیروں میں شمع جھلملائی تھی
علقمہ سے موج اٹھ کر غم سے تھر تھرائی تھی

ہائے نونہالوں کے میر کارواں اصغرؑ

کس غضب کی نیند آئی تیر کی ہوا کھا کر
کہ اجل بھی شرمائی اپنی گود پھیلا کر
سو گئے زمانے کو یہ پیام پہنچا کر
ہم ہی سب سے کمسن تھے جان جس نے دی جا کر

ہائے نونہالوں کے میر کارواں اصغرؑ

maablib.org

نوحہ

اونچا رہے اپنا علم

جب تک ہے دورِ آسماں
سن لے یہ ہر پیر و جواں
آواز پر شبیرؑ کی بڑھتا رہے یہ کارواں
رُکنے نہ پائیں یہ قدم
اونچا رہے اپنا علم

ہر قلب پر چھاتے چلو
دنیا کو بتلائے چلو
اِک اِک محاذِ ظلم کی تصویر دکھلاتے چلو
ہر دل میں بھر دو شہہؑ کا غم
اونچا رہے اپنا علم

کب تک نہ مانے گا کوئی
وہ وقت آئے گا کبھی
ہر قلب پر چھا جائے گا اپنا حسین ابنِ علیؑ
اس در پہ ہر سر ہوگا خم

اونچا رہے اپنا علم

جب بھی کوئی مشکل بڑی
دنیا اسی در پر جھکی
سینوں سے بل کھا کر اِدھر اٹھی صدائے یا علیؑ
نکلا اُدھر باطل کا دم

اونچا رہے اپنا علم

یہ پرچم عباسؑ ہے
ٹوٹے دلوں کی آس ہے
اب تک اِسی پرچم تلے زندہ کسی کی پیاس ہے
جس نے سہے لاکھوں ستم

اونچا رہے اپنا علم

عباسؑ ہے نامِ وفا
آغاز و انجامِ وفا
منہ موڑ کر دریا سے جو پیتا رہا جامِ وفا
ہوتے رہے بازو قلم

اونچا رہے اپنا علم

وہ تیر بانیٔ جفا

معصوم کا ننھا گلا

اسلام زندہ کرگئی اصغرؑ کے مرنے کی ادا

ہنس کر سہا تیرِ ستم

اونچا رہے اپنا علم

یہ کربلا کی داستاں

ہے ذرّے ذرّے سے عیاں

ہرشام آتی ہے لیے بے شیرؑ کے خوں کے نشاں

ہر صبح ہے باچشمِ نم!

اونچا رہے اپنا علم

زندہ ہے ہَل مِن کی صدا

مٹتا نہیں خوں کا لکھا

شبیرؑ کا حق کی قسم اِک معجزہ ہے کربلا

یہ سلسلہ ہوگا نہ کم

اونچا رہے اپنا علم

اے نوجوانانِ عزا

تم ہو کسی دل کی دعا

تاحشر اٹھتی ہی رہے سینوں سے ماتم کی صدا

قائم رہے اکبرؑ کا غم

اونچا رہے اپنا علم

جب کربلا یاد آئے گی

انسانیت شرمائے گی

مظلوم کی آواز ہے دل میں اتر تی جائے گی

پلٹیں گے پھر بہکے قدم

اونچا رہے اپنا علم

زندہ یہ بیداری رہے

یہ سلسلہ جاری رہے

ہم ہوں نہ ہوں اس بزم میں قائم عزاداری رہے

نکلے اِسی چوکھٹ پہ دَم

اونچا رہے اپنا علم

نوحہ

آج پھر ہم نے سجایا ہے علم تیرے لئے

پھر وہی صبح وہی شام وہی غم کی فضا
گونجتی تا بہ فلک ہائے حسینؑ کی صدا
اپنی تاثیر دکھاتی ہوئی زہراؑ کی دعا
ہاتھ ماتم میں تو ہر چشم ہے نم تیرے لئے

واقعاتِ شہہِ مظلومؑ کو دہرائیں گے
خود بھی روئیں گے زمانے کو بھی رُلوائینگے
داغ سینوں پہ لئے قبر میں سوجائینگے
حشر میں لے کے اُٹھیں گے یہی غم تیرے لئے

سبطِ احمد تیرے اصحاب کی ہمت پہ فدا
بھوک اور پیاس میں اس شوق شہادت پہ فدا
جاں دینے کیلئے جنگ میں سبقت پہ فدا
تیغ کی دھار پہ چلتے تھے بہم تیرے لئے

نوحہ

شہہؑ والا نے دی آواز اے ہمشکل پیغمبرؐ علی اکبرؑ سدھارو
بقائے حق کی خاطر باندھ لو بیٹا کفن سر پر علی اکبرؑ سدھارو

وہ دیکھو وہ بڑھے آتے ہیں اعدا جانبِ خیمہ
بڑھو اور بڑھ کے بیٹا روک دو بڑھتا ہوا لشکر
علی اکبرؑ سدھارو

تمھارے بازوؤں میں قوتِ بازوئے حیدرؑ ہے
تمھارے سامنے ہے کیا بھلا یہ فوج یہ لشکر
علی اکبرؑ سدھارو

گلا کٹ جائے لیکن حق پہ آنچ آنے نہیں پائے
حفاظت دین کی ہم پہ ہے، ہم ہیں آلِ پیغمبرؐ
علی اکبرؑ سدھارو

جو راہِ حق میں موت آئے تو مر جانا شہادت ہے
شہادت کا یہ ساغر شہد سے شیریں ہے دلبر
علی اکبرؑ سدھارو

پسر کو برچھیوں میں بھیجنا آساں نہیں بیٹا
ہے فطرت کا تقاضہ غش بھی ہو سکتی ہے ماں سُن کر

علی اکبرؑ سدھارو

شکایت پیاس کی اب جا کے دادا جان سے کرنا
تمہیں سیراب بیٹا اب کریں گے ساقیِ کوثرؑ

علی اکبرؑ سدھارو

پھوپھی کے ساتھ ہی اے لعل ہے بیمار کا خیمہ
یہ رکھنا دھیان چونک اُٹھے نہ غش سے عابدِ مضطرؑ

علی اکبرؑ سدھارو

سِناں کھا کر جو گرنا خاک پر، گر کر صدا دینا
تمہاری لاش پر سجدہ کروں گا شکر کا دلبر

علی اکبرؑ سدھارو

جواں بیٹے کا لاشہ کس طرح لاتے ہیں مقتل سے
زمانہ دیکھ لے گا زورِ ابنِ فاتحِ خیبرؑ

علی اکبرؑ سدھارو

یہ منظر درد کا چھا جائے گا یوں ذہنِ عالم پر
نہ بھولے گا زمانہ حشر تک یہ دشت یہ منظر

علی اکبرؑ سدھارو

جوئن لے گا مرا بھائی تمہیں جانے نہیں دے گا!
وہ بے بس مجھ کو کر دے گا، مرے قدموں پہ سر رکھ کر

علی اکبرؑ سدھارو

چلو جاؤ سدھارو کھاؤ سینے پر سناں کھاؤ
خدا حافظ، خدا حافظ، خدا حافظ علی اکبرؑ

علی اکبرؑ سدھارو

maablib.org

نوحہ

ہم لوگ صداؤں پہ صدا دیتے رہیں گے

ابروئے زمانہ پہ جو آتا ہے بَل آئے
آتا ہے جسے آئیگا آج آئے کل آئے
ممکن ہی نہیں چین اُسے ایک پل آئے
کیا جانیئے کب گرد چھٹے حُر نکل آئے

پیغامِ حسینؑ کو جلا دیتے رہیں گے

چھوڑا ہے نہ چھوڑیں گے محبت کے چلن کو
خوں چاہیئے خوں دیں گے ہر اِک شاخِ چمن کو
رکھیں گے تروتازہ غم شاہِ زمن کو
لگ جائے کہیں روگ نہ ایمان کے تن کو

عباسؑ کے پرچم کی ہوا دیتے رہیں گے

ایک ایک عزادار تھا ظالم کا نشانہ
بھولا نہیں بغداد کا خونریز فسانہ
خونِ رگِ گردن سے لکھا ہم نے ترانہ
تاریخ کے اوراق سے پوچھے تو زمانہ

سرِ حق پہ سدا ہم نے دیا دیتے رہیں گے

مِٹ جائے یہ غم چاہا زمانے نے کئی بار
ہر وقت تھی گردن پہ دھری ظلم کی تلوار
اُس وقت بھی انکار کیا اب بھی ہے انکار
حق حق ہے وہ خنجر کے تلے ہو کہ سرِ دار

ہوجائیں فنا درسِ بقا دیتے رہیں گے

موجود تھے تاریخ میں ہے جن کا بڑا نام
جنبش نہ ہوئی عُمر نے بھیجے کئی پیغام
ہوتے نہ علیؑ پاس تو ہوجاتی وہیں شام
اک ضربِ یداللہؑ کا صدقہ ہے یہ اسلام

تا حشر دُعاؤں پہ دُعا دیتے رہیں گے

زینبؑ سی بہن دیکھی نہ شبیرؑ سا بھائی
گر چاہتے قدموں پہ جُھکا لیتے خدائی
ایسی تو کسی پر بھی مصیبت نہیں آئی
سر کٹ گیا بھائی کا بہن رو نہیں پائی
اشکوں کا خراج اہلِ عزا دیتے رہیں گے

پایا نہیں اکبرؑ نے دمِ مرگ بھی پانی
کہتا تھا یہ ہر ایک سے شبیرؑ کا جانی
کرلینا مجھے یاد جو پینا کبھی پانی
ہے شبیرؑ کے سوکھے ہوئے ہونٹوں کی زبانی
عالم کو پیامِ شہدا دیتے رہیں گے

maablib.org

نوحہ

کشتۂ خنجر ہائے حسینؑ
لاشۂ بے سر ہائے حسینؑ

شمرِ ستمگر باز آجا
در پہ ہے زینبؑ ٹھہر ذرا
روک لے خنجر ہائے حسینؑ

سامنے ذبح ہوا بھائی
چیختی رہ گئی ماں جائی
چل گیا خنجر ہائے حسینؑ

ہو ہو کر زینبؑ بے چین
سر کھولے کرتی رہی بین
ہائے برادر ہائے حسینؑ

پردے کا کتنا تھا خیال
اب دیکھو زینبؑ کا حال
چھن گئی چادر ہائے حسینؑ

دیکھ تو لیجے اُٹھ کے ذرا
مقتل میں فاطمہ زہراؑ کا
خاک ہوا گھر ہائے حسینؑ

خیموں سے اٹھتا ہے دھواں
جائے اب بیمار کہاں
جل گیا بستر ہائے حسینؑ

ننھا سا دل کانپتا ہے
رخ پہ طمانچے مارتا ہے
شمرِ ستمگر ہائے حسینؑ

ماں کا ایک سہارا تھا
جھولا جان سے پیارا تھا
رہ گیا جل کر ہائے حسینؑ

maablib.org

مسدس

شہید معرکۂ جُہد و ارتقا ہیں حُسینؑ
نشانِ عظمتِ حق مثلِ مصطفیٰ ہیں حُسینؑ
بشر کے بھیس میں قرآن کبریا ہے حُسینؑ
قسم خدا کی عجب بندۂ خدا ہیں حُسینؑ

عمل سے جیت لیا عزم کی لڑائی کو
سرِ بریدہ ہے سر کر لیا خدائی کو

عمل حُسینؑ سے ہے زندگی حُسینؑ سے ہے
دلوں کا درد دلوں کی خوشی حسینؑ سے ہے
عروج مرتبۂ بندگی حسینؑ سے ہے
کہ آدمی بخدا آدمی حسینؑ سے ہے

بغیر جس کے رسالت کے دل کو چین نہیں
حسینؑ بعد میں جس کے کوئی حسینؑ نہیں

رہے یہ جذبہ ہمت یہ ذوق بیداری
نہ ہونے دی بشریت کی ذلت و خواری
چلا جو رن کو سجا کرسلاح خودداری
سپاہ ظلم کی تیغوں کو کردیا عاری

جتا دیا کہ اجل کا زیور ہے
دکھا دیا کہ غلامی سے موت بہتر ہے

حیات وہ کہ نہ تھا خوف مرگ دامن گیر
وفات وہ دم عیسیٰ کی جس میں تھی تاثیر
صفات وہ بشریت کی جن سے ہو تعمیر
ثبات وہ کہ مصائب کو کر لیا تسخیر

لئے تھا توسن ہمت کی باگ پنجے میں
اجل کو داب لیا صبر کے شکنجے میں

ہزار غم میں بھی حالت کبھی تباہ نہ کی
وفا کی چاہ میں اولاد کی بھی چاہ نہ کی
بچھڑ گیا پسر نوجوان پر آہ نہ کی
پلٹ کے لاش پہ حسرت بھری نگاہ نہ کی

نہ غم کیا نہ بکا کی نہ اضطراب کیا
حسینؑ تو نے فطرت میں انقلاب کیا

مقام غور ہے اے دوستو یہ ظلم سپاہ
وہ لاکھ ظلم کی تیغیں وہ اک علیؑ کا ماہ
وہ فکر اہل حرم وہ عطش سے حال تباہ
وہ لاشہ پسر نامراد پیش نگاہ

نظر کے سامنے ہر نورِ عین کو مارا
رُلا رُلا کے عدو نے حسینؑ کو مارا

زبان حال سے تیغ علیؑ نے تب یہ کہا
غضب ہے جان بتول آپ نے یہ ظلم سہا
بندھی کمر میں رہی اور جواں کا خوں بہا
جواں کا ذکر تو کیا شیر خوار بھی نہ رہا

زباں سے کیا کہوں کچھ جائے گفتگو نہ رہی
نبیؐ کا گھر نہ رہا میری آبرو نہ رہی

یہ کس طرح کہوں میرا کمال دکھلا دو
علیؑ کا واسطہ مجھ کو نجف میں پہنچا دو
نہیں تو توڑ کے اصغرؑ کے پاس وفنا دو
پھر اختیار ہے سوکھے گلے کو کٹوا دو

نبیؐ کے پاس جو محشر میں جاؤں گی مولا
میں اپنی بی بی کو کیا منہ دکھاؤں گی مولا

سلام

ہمیں کیا ڈر جو محشر میں خدا کا سامنا ہوگا
ہمارے ہاتھ میں جب دامنِ آلِ عباؑ ہوگا

دیا اجرِ رسالت، کس نے اور کس، کس نے منہ موڑا
اسی کا تو خدا کے سامنے بس فیصلہ ہوگا

فرشتے پیشوائی کے لئے آئیں گے محشر میں
علیؑ کے چاہنے والوں کو رضوانؑ ڈھونڈتا ہوگا

لڑی جائے گی جب بھی کوئی حق کی جنگ دنیا میں
صدائے یاعلیؑ سے سارا عالم گونجتا ہوگا

فضائل میں علیؑ کے خود محمدؐ نے یہ فرمایا
نہ یہ حق سے جُدا ہوں گے نہ حق ان سے جُدا ہوگا

امامِ آخریؑ کعبے میں جب تشریف لائینگے
وہاں عباسِ غازیؑ کا علم لہرا رہا ہوگا

شفا دے گی نہیں کوئی دوا کوئی دعا اُسکو
مرض بغضِ علیؑ کا گر کسی کو ہو گیا ہوگا

ہر اِک مومن لحد کا اس لئے ارمان کرتا ہے
وہاں آقا میرا، مولاؐ میرا، مشکل کُشا ہوگا

نہیں گر مانتے مولا علیؑ کو تم نہیں مانو
تمہارا حال بھی حارث بن نعمان سا ہوگا

سوائے ذوالفقارِ حیدری کے اور حیدرؑ کے
نہ کوئی سیف ہوگی اور نہ کوئی لا فتیٰ ہوگا

نہ جانے کتنی تاریخیں بنیں گی اور بگڑیں گی
مگر شبیرؑ کا ماتم جو ہوتا ہے، سدا ہوگا

ضعیفی میں جو نیزہ کھینچ لے بیٹے کے سینے سے
سوائے ابنِ حیدرؑ اور کس کا حوصلہ ہوگا

تڑپ کر رہ گیا ہوگا کلیجہ ماں کا خیمے میں
ستم کا تیر جب اصغرؑ کی گردن پہ لگا ہوگا

بہن کا دل تھا کیا گزری کوئی زینبؑ سے پوچھے تو
نظر کے سامنے جب بھائی پر خنجر چلا ہوگا

سمجھتی تھی یہ بانوؑ جو گیا واپس نہیں آیا
علی اصغرؑ کو لے کر شاہؑ نے کچھ تو کیا ہوگا

مجاہدؔ ہم نہ چھوڑیں گے نبیؐ کی آل کا دامن
بھٹک جائے جو منزل سے وہ کوئی دوسرا ہوگا

سلام

شہؑ سے عباسؑ کو گر اذنِ وغا مل جاتا
پھر بنِ سعد کو لڑنے کا مزہ مل جاتا

اے مسلمان نہ تم آلِ نبیؐ کو سمجھے
یہ تو وہ در ہے کہ اس در سے خدا مل جاتا

مانگ لیتا جو درِ شاہِ نجفؑ پر آکر
جتنی خواہش تھی کچھ اس سے بھی سوا مل جاتا

حضرتِ خضرؑ جو آجاتے سوئے کرب و بلا
تیغ کے پانی میں بھی آب بقا مل جاتا

ایسے عالم میں جو حُر آیا تو جنت پائی
پہلے آجاتا تو کیا جانیئے کیا مل جاتا

کلمۂ حق سے جدا کرتا نہ گر نامِ علیؑ
رتبہ مومن کا تجھے روزِ جزا مل جاتا

جاکے اک شمع جلا آتی یہ کہتی تھی رباب
گر مجھے تربتِ اصغرؑ کا پتہ مل جاتا

بین کرتی تھی یہی ہجرِ پدر میں صغرا
لینے آجاتا کوئی خط جو مرا مل جاتا

بد دعا سے نہ اگر روکتے زینبؑ کو حسینؑ
شمر کو چادریں لینے کا صلہ مل جاتا

خاک ارمان نہیں ہوتے، یہ بولی لیلیٰ
تم کو اکبرؑ جو نہ پیغامِ قضا مل جاتا

موت بھی آتی سکینہؑ کو بڑے کرب کے ساتھ
قید میں گر نہ سرِ شاہ ہدیٰ مل جاتا

یہ تمنا ہے مجاہدؔ لبِ حوضِ کوثر
دستِ ساقی سے بس اِک جامِ وِلا مل جاتا

maablib.org

سلام

ہم کہتے رہیں گے سدا یا علیؑ یا علیؑ

نام علیؑ ہے اسمِ اعظم، نامِ علیؑ ہے اسم خدا
علیؑ علیؑ ہے کُل ایمان ، علیؑ علیؑ کُل کا مولا
علیؑ علیؑ کہنے والوں پر اپنی جان و دل ہے فدا
نام علیؑ سے جلنے والا جلتا رہے گر جلتا ہے

ہم کہتے رہیں گے سدا یا علیؑ یا علیؑ

چودہ صدیاں ہوگئیں دیکھو، ہم کو مٹا پایا نہ کوئی
جو بھی طاقت آئی مقابل، وہ خود مٹ کر خاک ہوئی
سارا عالم گونج رہا ہے ، گلی گلی ہے علیؑ علیؑ
منکرِ حق کے مان لے اب بھی، ہم پر علیؑ کا سایہ ہے

ہم کہتے رہیں گے سدا یا علیؑ یا علیؑ

ایک خدا ہے، ایک محمدؐ، ایک جہاں میں ذاتِ علیؑ
کس میں دَم ہے، کس کی ہمت، اس کے برابر آئے کوئی
جس کو نبیؐ نے بیٹی دے دی اور حق سے تلوار ملی
ہجرت کی شب بن کے پیمبرؐ جو بستر پر سویا ہے

ہم کہتے رہیں گے سدا یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ

نادِ علیاً کہہ کے نبیؐ نے کس کو پکارا بتلاؤ
اور کوئی ہو فاتح خیبر پاس تمہارے تو لاؤ
حق تو حق ہے کفر کی خاطر تم اس کو مت جھٹلاؤ
حیدریؑ نعرہ آج بھی دیکھو سارے جہاں میں گونجتا ہے

ہم کہتے رہیں گے سدا یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ

کعبہ خدا کا گھر ہے جس کے گرد زمانہ پھرتا ہے
پیدا ہوا ہو جو اس گھر میں، کونسا ایسا بندہ ہے
چڑھ کے پیمبرؐ کے کاندھے پر جس نے بتوں کو توڑا ہے
منہ تو علیؑ سے پھیر لیا پھر کعبہ پر کیوں دعوئی ہے

ہم کہتے رہیں گے سدا یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ

جس کے لب پر یا علیؑ آیا، اُس پہ خدا کی رحمت ہے
بسم اللہ کا اک نقطہ، پورے قرآں کی تلاوت ہے
دینِ خدا سے پھرنے والوں یہ تو نبیؐ کی سنت ہے
بہرِ مدد خیبر میں کس کو پیغمبرؐ نے پکارا ہے

ہم کہتے رہیں گے سدا یا علیؑ یا علیؑ یا علی

"ہم کہتے رہیں گے سدا یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ"

گھیر کے لاکھوں بے دینوں نے رن میں بہتر کو مارا
ساقیِ کوثر جو ہے، اُسکے بچوں کو رکھا پیاسا
بعد نبیؐ کے آلِ نبیؐ پر ہائے! کیسا ظلم ہوا
مقتل میں اک ششماہہ بھی تیرِ ستم کا نشانہ ہے
"ہم کہتے رہیں گے سدا یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ"

کرب وبلا اک آئینہ ہے، آلِ نبیؐ سے عداوت کا
کلمہ گویوں نے بدلہ تھا کیسا رنگ شقاوت کا
چاہتے تھے مٹ جائے کسی صورت سے نام امامت کا
آج بھی دنیا میں لیکن عباسؑ کا پرچم اونچا ہے
"ہم کہتے رہیں گے سدا یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ"

اپنے لہو سے لکھ دیا شہہؑ نے دینِ الٰہی کا پیغام
یہ روزہ، یہ حج، یہ نمازیں اور اذانِ صبح و شام
کرب وبلا کا صدقہ ہے جو آج بھی زندہ ہے اسلام
سبطِ نبیؐ نے سچ پوچھو تو دینِ خدا کو بچایا ہے

"ہم کہتے رہیں گے سدا یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ"

بعدِ قتلِ شاہؑ، کیا سر ننگے نبیؐ کی عترت کو
کیسے مسلماں تھے نہ سمجھے آلِ نبیؐ کی حرمت کو
بھول گئے کتنی جلدی قرآن کی ہر اِک آیت کو
جو وارث تطہیر کے تھے، بے پردا اُنہی کا کنبہ ہے

"ہم کہتے رہیں گے سدا یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ"

ایک علیؑ کی ضربت ہے اور ایک حسینؑ سجدہ ہے
کہتے ہیں اقبالؔ یہی اسلام کا بس سرمایہ ہے
پھر بھی مجاہدؔ آج مسلماں نامِ علیؑ سے جلتا ہے
اللہ والوں کا دشمن ہے اللہ اللہ کرتا ہے

"ہم کہتے رہیں گے سدا یا حسینؑ یا حسینؑ یا حسینؑ"

سلام

رکھتا ہے اثر کیسا ذکر غم سرور بھی
پانی ہوا جاتا ہے سن کر جسے پتھر بھی

دے کون زمانے میں قیمت مرے اشکوں کی
ان موتیوں کے آگے بے آب ہیں گوہر بھی

عاشور کو یہ حُر نے دنیا کو دکھایا تھا
شبیر کی چوکھٹ سے بنتا ہے مقدر بھی

عباس یہ کہتے تھے گر اذنِ دغا ملتا
پھر دیکھتے سب میری تلوار کے جوہر بھی

وہ جنگ شہہ دیں نے کی عصر کو مقتل میں
جبریل کو یاد آئے ٹوٹے ہوئے شہپر بھی

جس پر کہ ستارے نے جھک جھک کے کیے سجدے
ڈھایا تھا لعینوں نے وہ فاطمہؑ کا گھر بھی

اب تشنگی محشر کا خوف نہیں مجھ کو
مولا ہیں علیؑ میرے جب ساقی کوثر بھی

ماں کہتی تھی ہوتی ہے اب گود میری خالی
جاتے ہیں سوئے مقتل ننھے علی اصغرؑ بھی

کس دل سے لعینوں نے اکبرؑ کو کیا زخمی
افسوس نہ پہچانی تصویر پیغمبرؐ بھی

پامال ہوئیں لاشیں جب عصر کو مقتل میں
ماں بولیں کہ ہے رن میں میرا علی اصغرؑ بھی

سیدانیاں کہتی تھیں اب آس نہیں کوئی
لو مرنے کو جاتے ہیں عباسؑ دلاور بھی

زینبؑ کے یہ نالے تھے عباسؑ ذرا دیکھو
چھینی ہے ستمگر نے سر سے میرے چادر بھی

جس خاک پہ تکیہ تھا اس خاک پہ سونا تھا
بیمار نے کب پایا زندان میں بستر بھی

احساس مجاہدؔ یہ ہر آن رہے دل میں
شاعر ہیں زمانے میں کچھ آپ سے بہتر بھی

maablib.org

سلام

کس لئے شکوہ ہے لب پر گردشِ ایام کا
وِرد کیوں کرتا نہیں مشکل کُشا کے نام کا

ہم سے پوچھو ہم بتائیں راستہ اسلام کا
کربلا ہے آئینہ قرآن کے احکام کا

اے نصیری یہ علیؑ ہیں دیکھ لے پہچان لے
یہ نہ کہہ دے کوئی تھا دھوکہ خدا کے نام کا

یاعلیؑ مشکل کشا کہہ کر کبھی آواز دو
ہر قدم پر پھر اثر دیکھو علیؑ کے نام کا

کیوں نہ ہو قبضہ میں اس کے گردشِ لیل ونہار
جس کے سجدہ کیلئے پلٹا ہے سورج شام کا

دی گئی ہیں یوں تو دنیا میں بڑی قربانیاں
مثل کوئی بھی نہیں اصغرؑ سے تشنہ کام کا

دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھام لیتی تھیں رباب
[illegible] کر رہی اذاں میں اکبرؑ گلفام کا

ہر طرف سے آرہی ہے وا حسینؑ کی صدا
نام اب لیتا نہیں کوئی امیرِ شام کا

سیدِ سجادؑ کی آنکھوں بھر آتے تھے اشک
نام جب بھی کوئی لیتا تھا دیارِ شام کا

بڑھ گئیں زینبؑ کی ذمہ داریاں بعد حسینؑ
ہائے وہ منظر کہ جب پھیلا اندھیرا شام کا

آسماں پر دیکھ لو خونِ شہیدانِ وفا
عصر کے ہنگام جب ڈھلتا ہے سورج شام کا

ہر عقیدہ کی تمہیں قرآں سے دے دینگے دلیل
اپنے مذہب میں گزر کیا ہو خیالِ خام کا

جو مسلماں ہیں انہیں کیوں شہہؑ کے غم سے ہے گریز
ماتمِ شبیرؑ تو اعلان ہے اسلام کا

کربلا ہے اپنی منزل آپکو کیا اعتراض
ہر کوئی ہوتا ہے مالک اپنے ہر اقدام کا

نام پر پیاسوں کے لگتی ہیں سبیلیں چار سُو
یہ اثر دیکھے کوئی شبیرؑ کے پیغام کا

لب پہ آجاتا ہے فوراً کربلا والوں کا نام
ذکر ہوتا ہے کہیں جس دم غم و آلام کا

ناز کرلو جتنا جی چاہے بہ فیضِ شاہِ دیںؑ
ہر طرف چرچہ مجاہدؔ ہے تمہارے نام کا

سلام

پہلے مولاؑ نے میرے، دستِ کرم رکھا ہے
حرؑ نے فردوس میں تب جا کے قدم رکھا ہے

اتنا سنتے ہی لرزنے لگا بابِ خیبر
دوشِ حیدرؑ پہ پیمبرؐ نے علم رکھا ہے

اے نبیؐ کچھ تو بتا دیجیے کس کی خاطر
دیر تک سجدے میں پیشانی کو خم رکھا ہے

زیر ہر دور کے مرحب کو کیا ہے ہم نے
پڑھ کے جب نادِ علیؑ رَن میں قدم رکھا ہے

پڑھ سکے گا نہ کوئی حشر میں فردِ عصیاں
اس کو اشکِ غمِ شبیرؑ میں نم رکھا ہے

بڑھ کے عباسؑ کو ٹوکے جو لبِ نہرِ فرات
کون ہے کس کے کلیجے میں یہ دم رکھا ہے

کربلا چھوڑ کے کیوں تیری تمنا میں کروں
کیا بہاروں میں تیری باغِ ارم رکھا ہے

بے نشاں کر دیں فرشتوں کی جبینیں شبیرؑ
ایک سجدے نے عبادت کا بھرم رکھا ہے

غیر کرتے ہیں غمِ شہ کو نمازوں سے جُدا
ہم نے اِس ذکر کو ایمان میں ضم رکھا ہے

اے مسلمانو! یہی عترتِ پیغمبرؐ ہے
کیوں روا تم نے غریبوں پہ ستم رکھا ہے

قتلِ شبیرؑ پہ رُک جاتے یہ ظالم اے کاش
ظلم کچھ اور پئے اہلِ حرم رکھا ہے

قید میں سب کو تو دیتی ہے تسلی زینبؑ
اور خود سینے میں طوفانِ الم رکھا ہے

پوچھو عابدؑ سے کہ پابندِ سلاسل ہو کر
راہِ پُرخار میں کس طرح قدم رکھا ہے

بیٹھا ہے تختِ حکومت پہ یزیدِ بد خُو
طشت میں فرقِ شہنشاہِ اُمم رکھا ہے

کوثری ہم ہیں پیمبرؐ سے گواہی لے لو
ہم نے قرآن اور عترت کو بہم رکھا ہے

کیا شرف روضۂ سرور کا مجاہدؔ ہو بیاں
سر کو اس در پہ شہنشاہوں نے خم رکھا ہے

سلام

بن گئے کتنے خدا کتنے پیمبر بن گئے
کوئی دل والا نہ بولا ہم تو حیدر بن گئے

وہ تو یہ کہیے کہ حُر کی بات شہرت پا گئی
یہ تو وہ در ہے جہاں لاکھوں مقدر بن گئے

لے کے نکلے تھے علم تو کیوں پلٹ کر آ گئے
کیوں نہ مانندِ علیؑ فتاحِ خیبر بن گئے

پیاس کا روزِ جزا کی ہو مجھے کیوں غم بھلا
جب علی مولاؑ قسیمِ حوضِ کوثر بن گئے

ہم سے پوچھو یہ عطا شبیرؑ کے در سے ہوئی
ہے اسی چوکھٹ کا صدقہ جو قلندر بن گئے

ذوالفقارِ حیدری نے دے دیا اتنا عروج
ایک ضربت میں پرِ جبرئیلؑ شہپر بن گئے

معجزہ ہے معجزہ یہ بھی غمِ شبیرؑ کا
اشکِ غم جس دم گرے دامن پہ گوہر بن گئے

جو بہے دو چار آنسو مجلسِ شبیرؑ میں
جب اٹھے فرشِ عزا سے، ہم تونگر بن گئے

ناخدائی شاہؑ نے کی کشتئ اسلام کی
کفر کا طوفاں جب اٹھا تو لنگر بن گئے

کتنی آنکھیں آج بھی لبریز ہیں اس پیاس پر
آپ کی خاطر سکینہؑ، کتنے ساغر بن گئے

ہائے کس ظالم نے مارا رو کے کہتی تھی رباب
کس کے ناوک کا نشانہ میرے اصغرؑ بن گئے

شاہِ دیںؑ بھی ہو چکے جب عصر کو رن میں شہید
مرکزِ ظلم و ستم سجادِ مضطرؑ بن گئے

تازیانہ لے کے جب شمر آیا عابدؑ کے قریب
کتنے دُرّوں کے نشاں پشتِ حزیں پر بن گئے

اک مجاہدؔ پر نہیں موقوف اس دربار سے
کتنے ذاکر بن گئے کتنے سخن ور بن گئے

maablib.org

نوحہ

اٹھایا شاہؑ نے بارگراں اسلام کی خاطر
کیا قربان اکبرؑ سا جواں اسلام کی خاطر

ستارے اکبرؑ و اصغرؑ سے تجھ کو کربلا دے کر
بجھا دی شاہؑ نے اک کہکشاں اسلام کی خاطر

مٹانا تھا جہاں سے کفر راہِ حق بنانا تھی
ہوئے قربان سب پیر و جواں اسلام کی خاطر

سبق ایثار و قربانی کا دنیا کو جو دینا تھا
علی اصغرؑ نے دیدی اپنی جاں اسلام کی خاطر

سوائے کربلا کے اور کہیں دکھلائے تو دنیا
اجاڑے کوکھ اپنی کوئی ماں اسلام کی خاطر

کٹے شانے لب دریا چھدی مشک سکینہؑ بھی
لگا عباسؑ کے گرزِ گراں اسلام کی خاطر

لٹیں باغ جوانی کی بہاریں روز عاشورہ
علی اکبرؑ نے جب کھائی سناں اسلام کی خاطر

طمانچے اور دڑے کھائے راہِ شام و کوفہ میں
یتیموں نے سہی یہ سختیاں اسلام کی خاطر

برہنہ سر پریشاں مضطرب بالوں کو بکھرائے
گئیں دربار میں سیدانیاں اسلام کی خاطر

وطن چھوڑا سہی قید ستم کی سختیاں لیکن
نہ آئی لب پہ زینبؑ کے فغاں اسلام کی خاطر

فنا میں بھی بقا ہے کربلا والوں کے صدقے میں
مجاہد گر مٹے نام و نشاں اسلام کی خاطر

maablib.org

سلام

قطرۂ خوں ہی رہا ہوگا مگر کیا ہوگیا
اشکِ غم پلکوں تک آنا تھا کہ دریا ہوگیا

مجلس غم کیا؟ یہی، دو چار بیٹھے رو لیے
کچھ سلیقہ آگیا، کچھ ذکر اُن کا ہوگیا

اور کچھ رِقت بڑھی، کچھ اور رونق ہوگئی
دل کو لذت مل گئی، کچھ بوجھ ہلکا ہوگیا

مختصر سا قافلہ لے کر مدینے سے چلے
حضرت شبیرؑ نکلے، شہر سونا ہوگیا

حُر کی قسمت دیکھیے، ایسا مُقدّر چاہیے
شام کیا تھی، شب کو کیا تھا، صبح تک کیا ہوگیا

داستاں قربانیوں کی ابتداء سے دیکھیے
بات جب اصغرؑ تک آئی زور پیدا ہوگیا

حضرتِ حمزہ سے لے کر حضرتِ عباسؑ تک
پرچم اِسلام، اونچا اور اونچا ہوگیا

دو پہر کے بعد ویرانی بڑھی اکبرؑ گئے
عصر تک کا ذکر ہی کیا، حشر برپا ہوگیا

سیدۃؑ آتی ہیں مجلس میں اگر یہ ہے تو پھر
ہم گنہ گاروں کی بخشش کا سہارا ہوگیا

نام لے کر حضرتِ شبیرؑ کا ہچکی بندھی
دیکھتے ہی دیکھتے یاورؔ تجھے کیا ہو گیا

نوحہ

اللہ دکھائے نہ برادر کا جنازہ
شبیرؑ کے کاندھوں پہ ہے شبّرؑ کا جنازہ

ہونے نہ دیا دفن مسلمانوں نے صد حیف
پہلو میں نبیؐ کے دلِ حیدرؑ کا جنازہ

کاندھوں پہ یہ تابوت نہیں جانِ علیؑ کا
اٹھتا ہے مسلماں کے مقدر کا جنازہ

کیوں کرتے وہ شرکت بھلا تدفینِ حسنؑ میں
جو لوگ بھلا بیٹھے پیمبرؐ کا جنازہ

تابوت کے اندر یہ نہیں لاش حسنؑ کی
یہ ایک جنازہ ہے بھرے گھر کا جنازہ

زینبؑ یہ بکا کرتی تھی لاشے سے لپٹ کر
پہلے نہ اٹھا بھائی سے خواہر کا جنازہ

یاشیر خداؑ بیٹے کی میت کو بچالو
ہے تیروں کی بوچھاڑ میں دلبر کا جنازہ

جس کو نہ ملا چین کبھی بعد پیمبرؐ
اٹھتا ہے اسی بے کس و مضطر کا جنازہ

کچھ اشک بچا لیجئے کل کیلئے زینبؑ
کسطرح سے دیکھیں گی بہتر کا جنازہ

اے کاش کوئی آنکھوں سے بانوؑ کے چھپا دے
شبیرؑ کے ہاتھوں پہ ہے اصغرؑ کا جنازہ

آجاؤ مدد کے لئے عباسؑ کہاں ہو
شبیرؑ سے اٹھتا نہیں اکبرؑ کا جنازہ

بے مقنع و چادر سرِ دربار ہے جس کی
تاریکیٔ شب میں اُٹھا مادر کا جنازہ

اٹھا تو جنازہ حسنؑ سبز قباء کا
یاورؔ نہ اٹھا ان کے برادر کا جنازہ

نوحہ

شبہ آ گئے مشک آ گئی عباسؑ نہ لوٹے
مقتل کی زمیں بھا گئی عباسؑ نہ لوٹے

کس شان سے مقتل کو سدھارا تھا علمدارؑ
اعدا کی نظر کھا گئی عباسؑ نہ لوٹے

جب تیر چلا بہہ گیا سب مشک سے پانی
عباسؑ کو شرم آ گئی عباسؑ نہ لوٹے

رونے کے لئے لاشۂ شبیرؑ پہ رن میں
فردوس سے ماں آ گئی عباسؑ نہ لوٹے

خیموں میں لگی آگ تو عمّو کو بلانے
معصوم سکینہؑ گئی عباسؑ نہ لوٹے

حد ہو گئی بھائی کو منانے لبِ ساحل
خود ثانیِٔ زہراؑ گئی عباسؑ نہ لوٹے

پانی کے لیئے مشک و علم لے کے گئے تھے
دن کٹ گیا رات آ گئی عباسؑ نہ لوٹے

جاگے تھے کئی شب کے کئی دن کے تھے پیاسے
عباسؑ کو نیند آگئی عباسؑ نہ لوٹے

کیا جانے کیوں روٹھ گئے کہتی تھی زینبؑ
رخصت کی گھڑی آگئی عباسؑ نہ لوٹے

بہتا ہوا کانوں سے لہو سوکھے ہوئے لب
دکھلانے سکینہؑ گئی عباسؑ نہ لوٹے

دیتی رہی آواز پہ آواز سکینہؑ
آخر کو قضا آگئی عباسؑ نہ لوٹے

زینب کی فغاں مقتلِ شبیرؑ میں یاورؔ
ایک ایک کو تڑپا گئی عباسؑ نہ لوٹے

مسدس

ہے یوں تو کرم عام خدائے ازلی کا
ہر ذرے میں ہے جلوہ فگن نور اُسی کا
خالق ہے وہ دل رکھتا ہے عالم میں سبھی کا
چلتا نہیں پر اِس میں کوئی زور کسی کا
ہر خاک نشیں عرش کا راہی نہیں ہوتا
ہر فرد تو محبوبِ الٰہی نہیں ہوتا

ہر ایک کو دنیا میں نبوت نہیں ملتی
جمہور کی قوت سے رسالت نہیں ملتی
فتویٰ خطا کار سے عصمت نہیں ملتی
اجماعِ مَلَک سے بھی خلافت نہیں ملتی
بے حکمِ الٰہی کوئی رہبر نہیں بنتا
اُمّت کے بنانے سے پیمبرؐ نہیں بنتا

ہوتا ہے وہی ناصرِ احکامِ الٰہی
قدرت کی طرف سے جو ہو ہمنامِ الٰہی
دنیا میں کرے عام جو انعامِ الٰہی
رفتارِ عمل جسکی ہو پیغامِ الٰہی
جو خوف کے عالم میں بھی رہبر نظر آئے
تلواروں کے سائے میں پیمبرؐ نظر آئے

کفار یہ سمجھے کہ رسول عربیؐ ہیں
محسوس ہو دنیا کو کہ خالق کے ولی ہیں
چادر میں نبوت کے رموزِ صمدی ہیں
یہ بھی نہ ہو معلوم نبیؐ ہیں کہ علیؑ ہیں
یوں فرشِ رسالت پہ امامت نظر آئے
آیت ہی سے ملتی ہوئی آیت نظر آئے

تصویر سے ملتی ہوئی تصویر ہے لازم
عصمت کیلئے چادرِ تطہیر ہے لازم
جسطرح اذاں کیلئے تکبیر ہے لازم
ہادی کیلئے علم کی تنویر ہے لازم
ہر رنگ میں مرسلؐ کا قرینہ نظر آئے
دیکھے جو کوئی در تو مدینہ نظر آئے

میدانِ عمل ایک ہے عرفانِ نظر ایک
معیارِ صفت ایک ہے معیارِ ہنر ایک
پھول ایک ہے پھل ایک ہے شاخ ایک شجر ایک
دل ایک جگر ایک زباں ایک اثر ایک

عنوان وہی آن وہی شان وہی ہے
جو بات یہ کہہ دیتے ہیں قرآن وہی ہے

وہ دین کا دستور ہے یہ دین کے رہبر
الفاظ کا جامع وہ یہ کردار کے پیکر
جو گزری ہے قرآن پہ وہ گزری ہے ان پر
وہ تھا ہدفِ تیر جدا اِن کا ہوا سر

نیزوں پہ اُچھالے گئے قرآن کے پارے
لب تشنہ یہ مارے گئے دریا کے کنارے

عباسؑ کے ماتم میں بپا تھا ابھی محشر
جو ہاتھوں کو جوڑے ہوئے آئے علی اکبرؑ
کی عرض کے اے مالکِ شمشیرِ دو پیکرؑ
ہو اِذن تو میں روکوں یہ بڑھتا ہوا لشکر

تلواریں لئے دیکھئے وہ آتے ہیں بابا
ہم چپ ہیں تو یہ سر پہ چڑھے آتے ہیں بابا

یا سبطِ نبیؐ رَن کی رضا دیجئے مجھ کو
مرتا ہوں بس اب آبِ بقا دیجئے مجھ کو
اماں سے اجازت بھی دلا دیجئے مجھ کو
کیا چیز ہوں میں دل سے بُھلا دیجئے مجھ کو

دنیا یہ کہے باپ سے بیٹے نے وفا کی
شبیرؑ سے پہلے علی اکبرؑ نے قضا کی

رونے لگے شہہؑ سُن کے یہ پیغامِ مصیبت
محسوس ہوا یہ کہ چلی جسم سے طاقت
کہنے لگے ایک ایک سے رو رو کہ یہ حضرت
یہ لال میرے ٹوٹے ہوئے دل کی ہے قوت

قائم رکھے اللہ محمدؐ کے نشاں کو
میں چھوڑ چلا ہوں علی اکبرؑ سے جواں کو

ہمشیر کہاں ہو میرے دلبر کو سنبھالو
غیظ آگیا ہے میرے دلاور کو سنبھالو
لختِ جگرِ بانوئے مضطر کو سنبھالو
زینبؑ میں لٹا جاتا ہوں اکبرؑ کو سنبھالو

اِس لعل کو میں کھو کے کہاں پاؤنگا زینبؑ
لاش اِسکی جو دیکھونگا تو مرجاؤں گا زینبؑ

یہ کہہ کے اُٹھے شاہؑ کلیجے کو پکڑ کر
بیٹے پہ تصدق ہوئی کس پیار سے مادر
لپٹا کے گلے رونے لگیں زینبِ مضطرؑ
شہؑ بولے کہ جی بھر کے اِنھیں دیکھ لو خواہر

بس رَن میں سِناں کھا کے یہ ناشاد مرینگے
آنکھوں سے لہو روؤ گی، یہ خوں میں بھرینگے

ہوتے تھے پھوپھی جان سے رخصت علی اکبرؑ
دیکھا کہ چلے آتے ہیں خود عابدِ مضطرؑ
چلتے ہیں جو دو گام تو گرتے ہیں لرز کر
فرماتے ہیں دَم بھر کیلئے ٹھہرو برادر

اِک بار گلے مل لیں سفر کرنے سے پہلے
جی بھر کے تمہیں دیکھ تو لیں مرنے سے پہلے

بھائی کی طرف چاہ سے دوڑے علی اکبرؑ
رونے لگے بیمارؑ سے اِک بار لپٹ کر
کی عرض خدا حافظ و ناصر اے برادر
اِس وقت جدا ہو کے ملیں گے لبِ کوثر

موقع جو میرے بعد کبھی پائیو بھائی
صغریٰ کو میری قبر پہ لے آئیو بھائی

یہ سُن کے جو ماں روئی تو محشر ہوا برپا
جھولے میں علی اصغرِ بے شِیر بھی تڑپا
کیا جانئے کیونکر وہ جواں خیمے سے نکلا
اُٹھتا تھا کبھی، اور کبھی گرتا تھا پردہ

سرورؑ جو چُھڑواتے تھے تو ہٹ جاتی تھیں بانو
پھر دوڑ کے بیٹے سے لپٹ جاتی تھیں بانو

maablib.org

سلام

ابتدائے ظلم اپنی انتہا تک آ گئی
مسجدِ کوفہ کی ضربت کربلا تک آ گئی

حُر کی پیشانی حُسینؑ نقشِ پا تک آ گئی
بے وفائی راہ پر آ کر وفا تک آ گئی

دشمنی حیدرؑ سے سبطِ مصطفےٰؐ تک آ گئی
آگ صفین و جمل کی کربلا تک آ گئی

زلفِ اکبرؑ حلقۂ دامِ بلا تک آ گئی
یا شبِ عاشور تھی جو کربلا تک آ گئی

جان دے دی جانِ محبوبِؐ الٰہی کے لئے
دوستی ابنِ مظاہرؑ کی وفا تک آ گئی

ذکرِ انصارِ حسینؑ ابنِ علیؑ جب چھڑ گیا
بات عباسِؑ دلاور کی وفا تک آگئی

لاشۂ سبطِ پیمبرؐ کو وہ کیا دیتا کفن
جس ستم کی زد پہ زینبؑ کی ردا تک آگئی

موت کہتی تھی علی اصغرؑ یہ بن یہ سوجھ بوجھ
مسکرا کر تم کو مرنے کی ادا تک آگئی

اے تجمل اِشتیاق اتنا تھا جس دم شاہِ دیںؑ
کربلا پہنچے تو جنت کربلا تک آگئی

maablib.org

سلام

کہہ رہا ہے رَن میں آنا اصغرؑ بے شیر کا
زندگی اور موت میں ہے فاصلہ اک تیر کا

ہوگیا دریا پہ قبضہ بازوئے شبیرؑ کا
کیوں نہ ہو بیٹا ہے آخر شاہِ خیبر گیر کا

اپنا شیوہ رات دن ماتم شہِ دلگیر کا
اپنی فطرت ہر خوشی کے ساتھ غم شبیرؑ کا

اہلِ دُنیا نے بدل ڈالے زمین و آسماں
تھک گئے مرکز نہ بدلا آیۂ تطہیر کا

رَن میں لاکھوں سے لڑا ایسا علمدارِ جری
کلمہ پڑھتی ہے شجاعت بازوئے شبیرؑ کا

دستِ شہ پر مثلِ برگِ گُل تھا اصغرؑ کا وجود
ساتھ جس کو لے گیا جھونکا ہوائے تیر کا

سر چڑھا نیزے پہ جب کٹ کے تو سارے اشقیاء
کہتے تھے آپس میں دیکھا حوصلہ شبیرؑ کا

ظالموں کو انتہا کرنا تھی ظلم و جور کی
ورنہ آخر ربط کیا تھا تیر سے بے شیر کا

اے تجمل چاہے جس عالم میں گذرے زندگی
ہاتھ سے دامن نہ چھوٹے حضرتِ شبیرؑ کا

maablib.org

سلام

غمِ حسینؑ کا دل سے اثر نہیں جاتا
یہ وہ ملال ہے جو عمر بھر نہیں جاتا

بڑا قلق ہے یہ وقفہ گذر نہیں جاتا
غمِ حسینؑ میں زندہ ہوں مر نہیں جاتا

علیؑ کو چھوڑ کے حق کی تلاش ناحق ہے
بھٹکنے والے یہ رستہ اُدھر نہیں جاتا

علیؑ کے در پہ جو آتا ہے مثلِ قنبر کے
وہ پھر پلٹ کے کبھی اپنے گھر نہیں جاتا

حبیبؑ ہیں ہمہ تن زخم جان جاتی ہے
خیالِ نصرتِ سرورؑ مگر نہیں جاتا

عجیب غم ہے تجمل غمِ حسینؑ غریب
ہزار روئیے دِل سے اثر نہیں جاتا

maablib.org

سلام

انعام خدا سب کو میسر نہیں ہوتا
ہر دل میں غم سبطؑ پیمبر نہیں ہوتا
اشکوں سے علاجِ غمِ سرورؑ نہیں ہوتا
وہ زخم ہے جو دل میں برابر نہیں ہوتا
مولا جو مرانفسِ پیمبر نہیں ہوتا
حیدرؑ کوئی کیا ہوگا ابوذرؑ نہیں ہوتا
کہنے کے لئے کہہ دے زمانہ اسے لشکر
کُل جس میں بہتر ہوں وہ لشکر نہیں ہوتا
بیعت کی علیؑ نے یہ کوئی عقل کی ہے بات
بیعت کے لئے نفس پیمبرؐ نہیں ہوتا
اس دل کو غم شہہؑ میں تڑپنا ہے ضروری
سینہ میں جو دل ہوتا ہے پتھر نہیں ہوتا
اللہ غنی صرف بہتر کے مقابل
اتنا ہے کہ اندازہ لشکر نہیں ہوتا

احسان فراموش اگر ہوتی نہ اُمت
برباد پیمبر کا بھرا گھر نہیں ہوتا

پڑتی ہے کہاں چاند پہ ڈالے جو کوئی خاک
کم کرنے سے کم رتبہ حیدرؑ نہیں ہوتا

حرؑ نے قدم شاہ پہ سر رکھ کے بتایا
کچھ سعی بھی ہو صرف مقدر نہیں ہوتا

جو ذاکر شبیرؑ کو حاصل ہے تجمل
شاہوں کو بھی وہ تاج میسر نہیں ہوتا

maablib.org

سلام

صبر میں ایوب سبط مصطفٰؐ کے سامنے
ہیں مگر اک ابتدا ہیں انتہا کے سامنے

آج تک جلتے نہیں دیکھا کسی کا بھی چراغ
آفتابِ علمِ آلِ مصطفٰؐ کے سامنے

بہرِ استقبال سبطِ مصطفٰؐ ہنگامِ عصر
آگئی خود بڑھ کے جنت کربلا کے سامنے

یہ منافق وہ ہیں ان کا بس اگر چلتا کہیں
کربلا ہو جاتی واقع مصطفٰؐ کے سامنے

دیکھنا زخم جگر بھرنے نہ پائیں دوستو
مر کے جانا ہے شہید کربلا کے سامنے

خونِ اصغرؑ کے چہرہ پر یہ کہتے تھے حسینؑ
میں اسی صورت سے جاؤنگا خدا کے سامنے

کہتا تھا نیزہ پہ دنیا سے حسینؑ حوصلہ
سرکہیں صابر کا جھکتا ہے جفا کے سامنے

ہوگا سرور کو قلق عباسؑ اتنا سوچ کے
نزع میں تڑپے نہ سبطِ مصطفٰے کے سامنے

دل جگر دونوں تڑپتے ہیں غم شبیرؑ میں
اے تجمل کربلا ہے کربلا کے سامنے

maablib.org

سلام

کیا وصف ہوں بیان محمدؐ کی آل کے
قرآن کو انہیں نے رکھا ہے سنبھال کے

زور یداللہی کا نمونہ دکھا دیا!
حیدرؑ نے انگلیاں درِ خیبر میں ڈال کے

تن پر چھڑک کے خاکِ شہیدان کربلا
بیٹھا ہوں اپنے دفن کی حسرت نکال کے

کیا کیا لڑے ہیں زینب مضطر کے نونہال
بچے بھی شیر تھے اسد ذوالجلال کے

مرحب کو اپنے ساعد و بازو پہ ناز تھا
دستِ خدا نے رکھ دیے کس بل نکال کے

حیرت نہ کیوں ہو شہؑ کو بہتر ملے رفیق
دو آدمی تو ملتے نہیں اک خیال کے

جس دم کوئی حسینؑ کا پڑھتا ہے مرثیہ
دل چاہتا ہے دیدو کلیجہ نکال کے

ماں نے جوان کر دیا اکبرؑ کو پال کے
مرنے کے واسطے ہوئے اٹھارہ سال کے

دیکھا جواں پسر کو جو دم توڑتے ہوئے
سرورؑ زمین پہ بیٹھ گئے دل سنبھال کے

آنکھوں کا نور لے گئی مرگِ جواں پسر
رکھتے حسینؑ دل کو کہاں تک سنبھال کے

امت کو شہؑ نے قہر خدا سے بچا لیا
دامن عبا کا لاشہ اصغر پہ ڈال کے

شاہوں کے آستاں پہ تجمل نہ جائیں گے
وہ جو گدائے در ہیں محمدؐ کی آل کے

mablib.org

سلام

اہلِ دنیا لائیں گے کس طرح حیدرؑ کا جواب
حق نے رکھا ہی نہیں نفسِ پیمبر کا جواب

ہے زمانے میں علم بردارِ سرورؑ کا جواب
گھر کے لاکھوں میں بھی دیتا ہے برابر کا جواب

نہر پر مثلِ احد کشتوں کے پشتے لگ گئے
ابنِ حیدرؑ ہو تو ہو سکتا ہے حیدرؑ کا جواب

کھیل کے جانوں پہ انصارِ حسینؑ یوں لڑے
بن نہیں پڑتا تھا لاکھوں سے بہتر کا جواب

موت کیسی ہے کیا جب زندگانی نے سوال
تیر کھا کے مسکرائے یہ تھا اصغرؑ کا جواب

جراتِ شبیرؑ ، حیدرؑ کی شجاعت کا نچوڑ
کربلا ہے خندق و صفین و خیبر کا جواب

خونِ اصغرؑ لے کے شہہؑ نے اپنے منہ پر مل لیا
ہے کوئی اس آفتابِ روزِ محشر کا جواب

تیرے ماتم کے نثار اے تشنۂ نہرِ فرات
میری آنکھیں بن گئی ہیں حوضِ کوثر کا جواب

پیاس نے اصغرؑ کی اِن کو برگِ سوسن کر دیا
وہ لبِ لعلیں جو تھے یاقوتِ احمر کا جواب

جب مدینے سے گئی تا کربلا بیعت کی بات
جو تھا حیدرؑ کا وہی تھا ابنِ حیدرؑ کا جواب

نوجوانی اُس پہ وہ رنگِ شہادت کی بہار
حسن یوسفؑ بھی نہ ٹھہرا حسن اکبرؑ کا جواب

ہم تو سمجھے تھے کہ اب ایسی وفا ممکن نہیں
کربلا نکلی شبِ ہجرت کے بستر کا جواب

اے تجمّل تھے وحید عصر انصار حسینؑ
ایک کا ممکن نہیں ہے کیا بہتّر کا جواب

maablib.org

سلام

جانکاہ واقعے ہیں شہیدِ تشنہ کام کے
سنئے ضرور سنئے مگر دل کو تھام کے

جو مہتمم تھے مجلسِ شاہِ انامؑ کے
تھے ساری زندگی میں وہی لمحے کام کے

اسلام ناشناس تھے قاتل امامؑ کے
کلمہ زبان تک تھا مسلماں تھے نام کے

حملے وہ بے پناہ تھے شاہِ انامؑ کے
تا کوفہ جم سکے نہ قدم فوجِ شام کے

قرآن میں دکھا دے کوئی بخشے جائیں گے
دشمن خدا رسولؐ کے قاتل امامؑ کے

صرف ایک پل میں حُر کا مقدر بدل گیا
جنت میں تھا حسینؑ کے دامن کو تھام کے

لاکھوں سے رُک سکا نہ علمدارِ شاہِ دیںؑ
کیا سرنگوں ہوئے ہیں علَم فوجِ شام کے

نیزہ پر کر رہا تھا تلاوت سرِ حسینؑ
قرآن کی زبان تھی دہن میں امامؑ کے

اشکِ عزائے شبہؑ کو رواں رہنے دیجئے
یہ اشک مہ خیمے ہیں شبہِ تشنہ کامؑ کے

اُمّت نے جان بوجھ کے ان پر ستم کیے
قابل جو ہستیاں تھیں درود و سلام کے

روح روانِ فاطمہ زہراؑ قبول ہو
لایا ہے چند شعر تجمل سلام کے

مخمس

اے دوست نہ کچھ پوچھ یہ دنیا بھی عجب ہے
معلوم ہے یہ بازوئے سُلطان عرب ہے
آدم سے سدا ایک ہی صلُب جداب ہے
جو اُس کا لقب ہے وہی اس کا بھی لقب ہے
دونوں میں جدائی کبھی پہلے تھی نہ اب ہے
اس پر بھی کوئی ان کو نہ مانے تو غضب ہے

یہ امر حقیقت ہو عقیدت پر نہ محمول
اک نور کے دو ٹکڑے ہیں اک شاخ کے دو پھول
اک ساخت کی دو تیغ ہیں یہ سور وہ مسلول
اک سطح کے دو ناپ ہیں اک عرض ہے اک طول
چھوٹا اک ہے ذرا ایک تو یہ حد ادب ہے
اس پر بھی کوئی ان کو نہ مانے تو غضب ہے

دو بھائی ہیں اک ان میں ہے چھوٹا تو بڑا ایک
اک بھائی جو خطرے میں گھرا کود پڑا ایک
میدان میں گر شمع کی مانند کھڑا ایک
پروانہ صفت چاروں طرف بڑھ کے لڑا ایک
اغیار چلے جائیں تو پرواہ بھی کب ہے
اس پر بھی کوئی ان کو نہ مانے تو غضب ہے

اک کن کے یہ دو حرف ہیں اک کاف ہے اک نون
یہ دونوں بلا فصل ازل ہی سے ہیں مقرون
اک گوشت ہے اک پوست ہے اک نسل ہے اک خون
ہے فرق تو بس یہ کہ وہ موسیٰؑ ہیں یہ ہارونؑ
حیدرؑ میں نبوت ہی نہیں اور تو سب ہے
اس پر بھی کوئی ان کو نہ مانے تو غضب ہے

اصحاب میں یہ جاہ و حشم کس کے لئے ہے
یہ حسنِ عنایت یہ کرم کس کے لئے ہے
معلوم ہے خیبر میں علم کس کے لئے ہے
اور اس کے نہ ملنے کا الم کس کے لئے ہے
لوں نام تو یاروں کی ندامت کا سبب ہے
اس پر بھی کوئی ان کو نہ مانے تو غضب ہے

مرقوم ہے تاریخ کے اوراق پہ یکسر
حیدرؑ کے سوا کون ہوا فاتح خیبر
ہاتھوں پہ ہے در، در پر ہے اسلام کا لشکر
اور پاؤں کو دیکھو تو وہ ہیں دوش ہوا پر
دنیائے شجاعت ہے کہ انگشت بہ لب ہے
اس پر بھی کوئی ان کو نہ مانے تو غضب ہے

مخمس

بحمد للہ اپنے بازوؤں میں حق کی قوت ہے
گراں ثقلین سے لاریب اپنی ایک ضربت ہے
بشر کیا شے ہے مافوق البشر اپنی شجاعت ہے
پر جبریلؑ سے پوچھو کہ ہم میں کتنی طاقت ہے
ہمارے سامنے سب ہیچ یہ فوجوں کی کثرت ہے
دبے ہم جب نہ اگلوں سے تو انکی کیا حقیقت ہے

جو کھینچوں تیغ پیدل جا کے اُسواروں سے ٹکرائیں
یہ شعلے کفر کے دوزخ کے انگاروں سے ٹکرائیں
یہ باطل کی چٹانیں جا کے کہساروں سے ٹکرائیں!
یہ بزدل بھاگ کر کوفے کی دیواروں سے ٹکرائیں
بحمد للہ مجھ تنہا کے اندر اتنی طاقت ہے!
دبے ہم جب نہ اگلوں سے تو انکی کیا حقیقت ہے

جوانانِ بنی ہاشم تو ہیں شب ہی سے آمادہ
نمازِ صبح میں تیغیں دھرے تھے زیرِ سجادہ
وہ دیکھو وہ حسنؑ کا لال وہ اکبرؑ سا شہزادہ
علم کے زیرِ سایہ سب سے پہلی صف میں اِستادہ

مرے شیروں کو کوئی ٹوک دے یہ کس میں ہمت ہے
دبے ہم جب نہ اگلوں سے تو انکی کیا حقیقت ہے

فقط اکبرؑ مرا نو لاکھ کے لشکر کو کافی ہے
یہ تیشہ ہی فقط ہر سنگ ہر پتھر کو کافی ہے
یہ پیری کا عصا ہر سانپ ہر اژدر کو کافی ہے
علیؑ کی تیغ ہے سارے زمانے بھر کو کافی ہے

فقط کہہ دوں کہ ہاں جانِ پدر جاؤ اجازت ہے
دبے ہم جب نہ اگلوں سے تو انکی کیا حقیقت ہے

یہ دیکھیں گے کہ پیاسے تین دن کے کیسے لڑتے ہیں
بہتّر جن کو ہم لائے ہیں گن کے کیسے لڑتے ہیں
بڑوں کا ذکر کیا بن کم ہیں جن کے کیسے لڑتے ہیں
یہ تیز و تند طوفانوں سے تنکے کیسے لڑتے ہیں

یہ سمجھے ہیں کہ بس موقوف پانی پر شجاعت ہے
دبے ہم جب نہ اگلوں سے تو انکی کیا حقیقت ہے

یہ سمجھے ہیں مرے موقف سے مجھ کو دور کرلیں گے
بزورِ تیغ بیعت پر مجھے مجبور کرلیں گے
ہٹا کر شمع پروانے سے کسبِ نور کرلیں گے
سوادِ شام سے حاصل چراغِ طور کرلیں گے

ہمیں بھی دیکھنا ہے آج ان میں کتنی طاقت ہے
دبے ہم جب نہ اگلوں سے تو انکی کیا حقیقت ہے

maablib.org

سلام

کوئی اشک غم شبیرؑ پہ کیا ناز کرے
مثلِ سجادؑ اگر کی ہو بکا ناز کرے

کمسنی میں زہے عظمتِ فرزندِ علیؑ
لے کے آغوش میں محبوبِ خدا ناز کرے

سر بکف یوں بھی گذرتے ہیں گذرنے والے
حشر تک جادۂ تسلیم و رضا ناز کرے

کربلا والوں کی منزل سے پتہ چلتا ہے
ایسے بندے بھی ہیں خود جن پہ خدا ناز کرے

مثل شبیرؑ چلے بھی تو رہِ حق میں کوئی
ایک اک گام پہ نقشِ کفِ پا ناز کرے

کربلا والوں سے آئینِ شہادت سیکھو
یوں رہِ حق میں فنا ہو کے بقا ناز کرے

اے زہے شانِ علمدارِ حسینؑ ابنِ علیؑ
اپنے معنی پہ نہ کیوں لفظِ وفا ناز کرے

غیرتِ عترت اطہار پہ صدقے دُنیا
ہوں جو تشہیر کھلے سر تو حیا ناز کرے

فاطمہؑ آئی ہیں فرزند کا پُرسہ لینے
اپنی قسمت پہ نہ کیوں فرشِ عزا ناز کرے

ہے عجب آلِ پیمبرؐ کا وسیلہ بھی وصیؔ
ہاتھ اُٹھیں جو دُعا کو تو دُعا ناز کرے

maablib.org

سلام

زیر قدم ہے قبر کی منزل آگے حشر کا میداں ہے
زیست کے رہرو سوچ کے بڑھنا ہاتھ میں کس کا داماں ہے

غم کی حقیقت کا اندازہ صرف اشکوں سے کیا ہوگا
آنکھوں میں کچھ اس کی جھلک ہے دل میں نہاں جو طوفاں ہے

کہتے تھے انصارِ شہ دیں آج ہے دن قربانی کا
جس نے لگا دی جان کی بازی ہاتھ اسی کے میداں ہے

صرف گلا بچہ کا نہیں ہے تیرا نشانہ اے ظالم
تیر چلانے والے سن لے تیر کی زد پر قرآں ہے

شہ نے کی قبر بنا کہ آنکھوں میں آنسو آ ہی گئے
ضبط کی کوئی حد ہوتی ہے، انساں آخر انساں ہے

ماں کی مرادیں آنکھ میں آنسو تیز ہوائیں شب آخر
لہراتے ہیں گیسوئے اکبرؑ شمع کا شعلہ لرزاں ہے

کانپ رہا ہے اس کا کلیجہ تیر تھا جس کی چٹکی میں
ہونٹوں پر ہے اس کے تبسم حلق میں جس کے پیکاں ہے

دین کی کشتی کھینچنے والا پار لگا کر دم لے گا!

تیز اتنا تھا خون کا دھارا جس شدت کا طوفاں ہے

کہتی تھی بانوائے میرے اصغر تو جو نہیں کیا چین آئے

جھولا خالی گودی اجڑی گھر سونا دل ویراں ہے

آہ یہ مجبوری کا عالم اُف یہ اسیری یہ غربت

سر پر ردا خواہر کے نہیں ہے لاش برادر عریاں ہے

قبر ہو برزخ ہو یا محشر، اپنا عقیدہ ہے یہ وصیؔ

یادشہ مظلوم سلامت جو منزل ہے آساں ہے

maablib.org

نوحہ

شام کے زنداں میں ہیں غربت کے سائے آج بھی
گونجتے رہتے ہیں اک بچی کے نالے آج بھی

مرتے مرتے بھی تھا جس کے لب پہ گھر چلئے پھوپھی
خون رُلواتے ہیں اُس بچی کے فقرے آج بھی

عابدؑ بیمار، زنداں، اور لحد ہمشیر کی
ہیں تصور سوز یہ غمگین نالے آج بھی

کل تھا خوں آلود کرتہ جن سے اِک معصوم کا
پشت پر انسانیت کے ہیں وہ دُرّے آج بھی

اے سکینہؑ کل ترے رخسار نیلے تھے مگر
ہیں رُخِ تہذیب انساں پر طمانچے آج بھی

جن پہ کل چلنا پڑا تھا سیّد سجادؑ کو
جادۂ دینِ خدا میں ہیں وہ کانٹے آج بھی

نذرِ آتش ہوگیا تھا جن سے کل زہراؑ کا گھر
ذہن باطل میں بھڑکتے ہیں وہ شعلے آج بھی

دین کی جاگی ہوئی تقدیر دیتی ہے صدا
یاد آتے ہیں محمدؐ کے نواسے آج بھی

موجزن ہے اپنی رگ رگ میں لہو ایثار کا
یاد ہیں فوجِ حسینؑ کے جیالے آج بھی

کل یہی غم تھا ہمارے واسطے وجہِ بقا
جی رہے ہیں ہم اِسی غم کے سہارے آج بھی

ناخدا ہے جن کی کشتی کا سلامت اے وصیؔ
موڑ سکتے ہیں وہی طوفاں کے دھارے آج بھی

maablib.org

مخمس

شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار
لَا فَتٰی اِلَّا علیؑ لَا سَیفَ اِلَّا ذُوالفقار

اس طرح چلتی تھی رن میں تیغِ شیرِ کردگار
ہر طرف سے اشقیاء میں الاماں کی تھی پکار
کر چکا جب زیر مرحب کو شہہ دُلدُل سوارؑ
آرہی تھی یہ صدا دیوار و در سے بار بار
شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار

جس طرح کوئی خدائے پاک سے برتر نہیں
جس طرح کوئی رسول اللہؐ کا ہمسر نہیں
ایک ہے دنیا میں حیدرؑ دوسرا حیدرؑ نہیں
مثلِ حیدرؑ یہ کسی کی تیغ میں جوہر نہیں
اِک طرف ساری عبادت اِک طرف حیدرؑ کا وار

بُجز علیؑ تھا کون حق کے واسطے سینہ سپر
کون اٹھتا تھا رسول اللہؐ کی آواز پر
کس نے قرباں کردیا راہِ خدا میں اپنا گھر
اس حقیقت سے بھلا ہم کس طرح پھیریں نظر
ہے اسی آواز پر تکبیر کا دارومدار

یاد کرلو دور کیوں جاتے ہو کل کی بات ہے
جنگ کے میداں میں کام آیا وہ کس کی ذات ہے
محوِ حیرت متصل لشکر سے کائنات ہے
فتح و نصرت آج بھی نامِ علیؑ کے ساتھ ہے
گونجتا ہے حیدری نعروں سے دشتِ کارزار

کام آیا پھر وہی جب سخت آیا امتحاں
نام سے جس کے لرزتے ہیں زمین و آسماں
لاکھ جلتا ہو علیؑ کے کارناموں سے جہاں
سب سے افضل آج ہے دنیا میں حیدرؑ کا نشاں
آج بھی سینوں پہ سجتی ہے یہی اک یادگار

کہتے تھے عونؑ و محمدؑ مادرِ غم خوار سے
اس طرح رَن میں لڑیں گے لشکرِ کفار سے
سب ہمیں تشبیہ دیں گے جعفرِ طیارؑ سے
بچ کے جا پائے گا کوئی کیا ہمارے وار سے
کھینچ دیں گے تیغ سے ہم بدر کے نقش و نگار

کیا کوئی روکے گا ہم کو ماتم شبیرؑ سے
باندھ دے کوئی ہمیں گر آہنی زنجیر سے
متصل ہو جائے گردن بھی اگر شمشیر سے
کیوں نہ ہو محشر عقیدت شاہِ خیبر گیر سے
یا علیؑ کہہ دیں گے جب رک جائے گی خنجر کی دھار

maablib.org

منقبت

حیدریم قلندرم مستم
بندہ مرتضیٰ علیؑ ہستم

تو ہے مشکل کشا دو عالم کا
جانشیں ہے نبیؐ خاتم کا
کیوں نہ نکلے زبان سے ہر دم
حیدریم قلندرم مستم

نفسِ حق نفسِ مُصطفٰےؐ تو ہے
ابتدا تو ہے انتہا تو ہے
لوگ کہتے ہیں کہ خدا تو ہے
ہم یہ کہتے ہیں تو ہے حق کا کرم
حیدریم قلندرم مستم

بات حق کی ہے تری بات علیؑ
بعد احمدؐ ہے تری ذات علیؑ
کب کسی میں ہیں یہ صفات علیؑ
ترا ثانی نہیں خدا کی قسم
حیدریم قلندرم مستم

سر کیا تو نے قلعہ خیبر کا
کاٹا سر تو نے عمر و عنتر کا
تو محافظ رہا پیمبر کا
تو نے رکھا ہے دین حق کا بھرم
حیدریم قلندرم مستم

تھی سبھی بارگاہ قدرت کی
پیش داور تھی فردجرم اپنی
تیری چاہت نے ابرو رکھ لی
ورنہ ہم اور کہاں دیار ارم
حیدریم قلندرم مستم

ذکر آتا ہے جب شہادت کا
یاد آتا ہے مجھ کو ایک پیاسا
جانِ زہرا تیرا جگر گوشم
جو کہ سہتا رہا ستم پہ ستم
حیدریم قلندرم مستم

قاسمؑ و اکبرؑ و علی اصغرؑ
اور عباسؑ سا وفا پرور
کام آئے یہ تیرے نور نظر
ہم نے برپا کیا انہی کا غم
حیدریم قلندرم مستم

ان بہتر حق آشنا کے لئے
جو کہ پیاسے مرے خدا کے لئے
تشنہ کامانِ کربلا کے لئے
لائے ہم جام دیدۂ پرنم!
حیدریم قلندرم مستم

ہیں حقیقت ولا کی یہ آنسو
ہیں حمایت وفا کی یہ آنسو
ہیں امانت خدا کی یہ آنسو
تا قیامت بہیں گے یہ پیہم
حیدریم قلندرم مستم

اے عزادار پھر یہ دور کہاں
کرلے آباد آنسوؤں کا جہاں
مٹ رہے ہیں یزیدیت کے نشاں
سر بلند ہے حسینؑ کا پرچم

مستم قلندرم حیدریم

maablib.org

سلام

مثلِ حسینؑ کُفر سے ٹکرانا چاہیے
آئے جو حق پہ آنچ تو مرجانا چاہیے

آساں نہیں بقائے عزاداریٔ حسینؑ
اس مرحلے میں جان کا نذرانہ چاہیے

زندہ ہیں لوگ آلِ پیمبرؐ کو چھوڑ کر
جینا اگر یہی ہے تو مرجانا چاہیے

تم بھی حزیں ہو سبطِ نبیؐ کے لیے مگر
غم کا وجود ہے تو نظر آنا چاہیے

بُغضِ حسینؑ اور شفاعت کی آرزو
اور بد نصیب ڈوب کے مر جانا چاہیے

سائل کو بخش دے جو انگوٹھی نماز میں
دامن اُسی کے سامنے پھیلانا چاہیے

حُر کی طرح حصارِ ھمہِ مشرقین میں
گمراہ قافلوں کو پلٹ آنا چاہیے

ہاتھوں میں لے کے جرأتِ عباسؑ کا علم
ہر راہِ پُرخطر سے گزر جانا چاہیئے

شیرِ خدا کا شیر ہے عباس نامدار
نام اس کا لے کے موت سے ٹکرانا چاہیئے

آنکھوں میں اشک، دل میں تڑپ، لب پہ یاحسینؑ
اِن نعمتوں پہ شکر بجا لانا چاہیئے

گھر گھر بپا ہو مجلسِ مظلومِ کربلا
ہر ہر قدم پہ ایک عزاخانہ چاہیئے

رزمیؔ نہ ہو زیارتِ کرب و بلا تو پھر
پیمانۂ حیات کو بھر جانا چاہیئے

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

حاصلِ عمر ہے شبیرؑ عقیدت تیری
ہر حکومت سے نرالی ہے حکومت تیری
عقبیٰ تیرا ہے جہاں تیرا ہے جنت تیری
سربسر کوثر و تسنیم و ارم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

ظلمتِ کُفر کو دنیا سے مٹا کر چھوڑا
خوں سے گُل ہوتے چراغوں کو جلا کر چھوڑا
دہر کو نقشِ کفِ پا پہ جھکا کے چھوڑا
پُر فشاں سینۂ گیتی پہ قدم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

واہ کیا شان ہے کیا مرتبے والا تُو ہے
فخرِ آدمؑ ہے جو اُس گود کا پالا تُو ہے
چاند زہراؑ ہے اسی چاند کا ہالا تُو ہے
جو نبیؐ کے تھے وہی جاہ و حشم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

دل ہر ایک ذرۂ ہستی کا تپاں ہے اب تک
کربلا سجدہ گہِ کون و مکاں ہے اب تک
تیرا سکہ دلِ عالم پہ رواں ہے اب تک

ہم پہ احسان بہت حق کی قسم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے لوح و قلم تیرے ہیں

چھا گیا قوتِ باطل پہ تلاطم کی طرح
سج گیا چرخِ وفا پر مہ و انجم کی طرح
رچ گیا نُطقِ رسالتؐ میں تکلم کی طرح

قلبِ توحید پہ اوصاف رقم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

بڑھتے جاتے ہیں تری شان بڑھانے والے
شورِ ماتم سے زمانے کو ہلانے والے
ہر برس حُرؑ کی طرح آتے ہیں آنے والے

غمِ دنیا نہیں اب سینوں میں غم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

ساری دنیا پہ ترے غم کا فسوں طاری ہے
سینۂ دہر پہ یہ زخم بڑا کاری ہے
قوم کی روحِ رواں تیری عزاداری ہے
ہم غلامانِ امامت پہ کرم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

غم زدہ ماں کو تری موت کا پرسہ دیں گے
چند آنسو نہیں ہم اشکوں کا دریا دیں گے
حق پہ آنچ آئے گی رزمی تو سر اپنا دیں گے
کیوں نہ روئیں تری غربت پہ کہ ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

maablib.org

مخمس

دینِ خدا ہیں جانِ شریعت حسینؑ ہیں
کون و مکاں میں حق کی ضرورت حسینؑ ہیں
بعدِ رسولؐ دیں کی حفاظت حسینؑ ہیں
تکمیلِ کارہائے رسالت حسینؑ ہیں
کلمہ ہے آج جن کی بدولت حسینؑ ہیں

کیا سر بلند بعدِ شہادت حسینؑ ہیں
قرآں کی روح جانِ عبادت حسینؑ ہیں
باطل کی رد پہ حق کی حمایت حسینؑ ہیں
نوکِ سناں پہ محوِ تلاوت حسینؑ ہیں
گویا قرآنِ پاک کی صورت حسینؑ ہیں

روحِ رسولؐ جانِ ولایت حسینؑ ہیں
اسلام کی رگوں میں سرایت حسینؑ ہیں
سب کیلئے چراغ ہدایت حسینؑ ہیں
دیرینہ اہلِ حق کی روایت حسینؑ ہیں
تھے ابتداء خلیلؑ نہایت حسینؑ ہیں

حق نے کیا غدیر میں کِس کو ولی ولی
کِس سے ہے شہرِ علم کی روشن گلی گلی
کِس کا گلوں میں رنگ ہے خوشبو کلی کلی
مولا ہمارے ساقیٔ کوثر علیؑ علیؑ
جن کے پسر بھی مالکِ جنّت حسینؑ ہیں

وہ لاڈلے نبیؐ کے، وہ زہراؑ کے نورِ عین
وہ شاہِ کربلا وہ شہنشاہِ مشرقین
ہر دَم انہیں کے ذِکر سے پڑتا ہے دل کو چین
ہوں نوحہ خواں کہ بیکس و مظلوم تھے حسینؑ
ہوں مدح خواں کہ واجبِ مدحت حسینؑ ہیں

وہ اُمتی ہو کوئی بھی محمود یا اَیاز
بھیجے نہ گر درود تو پوری نہ ہو نماز
بندے نے کی جو فکر تو افشا ہوا یہ راز
اِس رکن کا نماز میں بس ہے یہی جواز
حکمِ خدا سے جزوِ عبادت حسینؑ ہیں

اونچا رہے گا حق کا علم جن کے خون سے
قائم ہوا ہے دیں کا بھرم جن کے خون سے
عزت رہی خدا کی قسم جن کے خون سے
رنگیں ہے داستانِ حرم جن کے خون سے

وہ شاہکارِ حُسنِ شہادت حسینؑ ہیں

بیعت کا اہلِ حق سے طلب گار ہے یزید
سبطِ نبیؐ سے برسرِ پیکار ہے یزید
جور و جفا و ظلم کی تلوار ہے یزید
فسق و فجور و مکر کا کردار ہے یزید

صبر و رضائے حق کی علامت حسینؑ ہیں

ہے کتنا ظلم و جور کا ردِّ عمل شدید
قاتل مِٹا زمانے سے، زندہ رہا شہید
بیعت طلب نہ ہوگی زمانے میں اب مزید
ملتے رہیں گے خاک میں ہر دور کے یزید

جس کو فنا نہیں وہ حقیقت حسینؑ ہیں

پھر اہلِ شر ہیں اہلِ شریعت کے دو بدو
ہے مسجدوں کو آگ لگانے کی جستجو
ہے فاسقوں کے ہاتھ شریعت کی آبرو
حق کی زبان بند ہے حاکم کے رو برو
پھر دورِ اِبتلا کی ضرورت حسینؑ ہیں

گو دشمنانِ دین نے سب کر لیے جتن
چھوڑا نہ ہم نے ماتمِ مظلوم کا چلن
طینت میں آگیا ہے شہیدوں کا بانکپن
دل میں حسینیتؑ کی لگی ہے عجب لگن
پروانے ہم میں شمعِ محبت حسینؑ ہیں

گارے بنے لہو کے، ہُوا خوب قتلِ عام
پھر بھی رہے زمانے میں شبیرؑ کے غلام
تائیدِ ایزدی ہے جو مِٹتا نہیں یہ نام
ذکرِ حسینؑ کو نہیں شیعت سے یہ دوام
خلّاقِ دو جہاں کی مشیت حسینؑ ہیں

سوکھا گلا ہے اور شہِؑ دیں ہیں جاں بلب
خنجر لعیں نہ پھیر یہ کرتا ہے کیا غضب
زینبؑ کو سامنے سے تو ہٹنے دے بے ادب
زہراؑ کی گود میں ہو سرِ شہؑ تو کیا عجب
بیٹے علیؑ کے جانِ رسالت حسینؑ ہیں

جو ہے علیؑ کا دوست خدا اُسکا ہے ندیم
ہو اِن کی رہبری تو ملے راہِ مستقیم
بخشے گا سب گناہ اِسی بات پر کریم
میں تو غلامِ شاہِؑ شہیداں ہوں اَے سلیم
میرے لئے وسیلۂ جنت حسینؑ ہیں

maablib.org

سلام

جبینِ شوق کو جس کی نجف کا در نہیں ملتا
اسے منزل نہیں ملتی اسے رہبر نہیں ملتا

جسے لطفِ نگاہِ آلِ پیغمبرؐ نہیں ملتا
فرشتوں کو بھی اسکے خالقِ اکبر نہیں ملتا

محمدؐ کیا ملیں اسکو جسے حیدرؑ نہیں ملتا
کہ وہ بیرونِ شہرِ علم ہے اور در نہیں ملتا

نمازی تو بکثرت ہیں خلوص اکثر نہیں ملتا
"نمازیں ڈھونڈتی ہیں سجدۂ سرورؑ نہیں ملتا"

محبت پنجتنؑ کی جنکے دل میں گھر نہیں کرتی
اُنھیں کعبے پہنچ کر بھی خدا کا گھر نہیں ملتا

خدا کو اس قدر محبوب ہیں ہمشکلِ پیغمبرؐ
جدا تکبیر میں اللہ سے اکبر نہیں ملتا

بشکلِ حکمراں دیکھے یزیدِ تو بہت لیکن
کوئی اِس دور میں سلمان اور بوذر نہیں ملتا

رہے پیشِ نظر یہ فیصلہ قانونِ قدرت کا
جو ساقی کا نہیں ہوتا اسے کوثر نہیں ملتا

جو حاصل ہے شرف ذکرِ غمِ شبیرؑ میں ہم کو
کسی واعظ کو خطبے میں سر منبر نہیں ملتا

کہو اس دیدۂ بے آب کو کشکولِ مُفلِس کا
جسے اشکِ عزائے شاہؑ کا گوہر نہیں ملتا

شبِ ہجرت کا اک یہ منطقی پہلو نکلتا ہے
اسے کیسے ملے مَسنَد جسے بستر نہیں ملتا

علی اسمِ خدا ہے ناخدا مولا علیؑ میرے
جو ہے اِس نام میں دُہرا مزا اکثر نہیں ملتا

نہ جانے شکل کیا تاریخ میں اِسلام کی ہوتی
نبیؐ کو گر علیؑ سا فاتحِ خیبر نہیں ملتا

مصیبت میں علیؑ کو اس لیے آواز دیتے ہیں
خدا اُس کو نہیں ملتا جسے حیدرؑ نہیں ملتا

پڑھے نادِ علیؑ اور اِسم اعظم کا اثر دیکھے
کھلیں اُس پر ہزاروں دَر جسے اِک در نہیں ملتا

خدا کو مسجدوں میں بے وسیلہ ڈھونڈنے والو!
خدا ہے تو مگر بے آلِ پیغمبرؐ نہیں ملتا

نگاہیں جو چُراتے ہیں غمِ سرورؑ سے دنیا میں
اُنہیں محشر میں کوئی شافعِ محشر نہیں ملتا

نصیبِ اشکِ عزائے شاہؑ کو رومالِ زہراؑ ہے
کہ اِس گوہر سے بڑھ کر قیمتی گوہر نہیں ملتا

اَدائے شکر میں شبیرؑ کا وہ سجدۂ آخر
خدا سے رابطہ ایسا تہہِ خنجر نہیں ملتا

اَدھوری کربلا میں داستانِ ظلم رہ جاتی
جو تیرِ حُرملا کو بے زباں اصغرؑ نہیں ملتا

دکھائی کچھ نہیں دیتا خدارا کوئی پہنچادو
شہِؑ والا کو رن میں لاشۂ اکبرؑ نہیں ملتا

maablib.org

نوحہ

گھٹا الم کی اگر چھاگئی تو کیا ہوگا
پدر کی گود میں نیند آگئی تو کیا ہوگا

امید لے کے کرم کی بڑھے تو ہیں لیکن
جو تیر بن کے قضا آگئی تو کیا ہوگا

علم تو دے چکے عباسؑ باوفا کو حسینؑ
سکینہؑ مشک لئے آگئی تو کیا ہوگا

دہم کو اس لیے عجلت تھی مرنے والوں کو
حیات موت سے گھبرا گئی تو کیا ہوگا

بنا کے تربت بے شیر سوچتے ہیں حسینؑ
لحد کے سامنے ماں آگئی تو کیا ہوگا

در خیام پہ تجھ کو سلام کرنے حبیبؑ
بہن حسینؑ کی گزر آگئی تو کیا ہوگا

ملے گا جب ترے کاظم کو ساغرِ کوثر
حسینؑ یاد تری آگئی تو کیا ہوگا

مسدس

خدا کے دین کا پرچم بلند ہو کے رہا

وقار سیدِ عالم بلند ہو کے رہا
جسے دبایا تھا وہ غم بلند ہو کے رہا
یہ شورِ گریہ و ماتم بلند ہو کے رہا
خدا کے دین کا پرچم بلند ہو کے رہا
سوالِ بیعتِ فاسق کو دیکھ بھال لیا
نہ بھائی تھا تو بہن نے علم سنبھال لیا

اُلٹ چکی ہیں صفیں سامنے اب آئے کون
ستم گروں میں ہے ہلچل قدم جمائے کون
سوالِ بیعتِ فاسق زباں پہ لائے کون
یزیدیت کی سڑی لاش اب اُٹھائے کون
جفا و ظلم کا لوہا پگھلنے والا ہے
دیارِ شام سے سورج نکلنے والا ہے

بہن حسینؑ کا انکار بن کے اُٹھی ہے
جلالِ حیدرِ کرارؑ بن کے اُٹھی ہے
جو دب سکے نہ وہ جھنکار بن کے اُٹھی ہے
علیؑ کی بیٹی علمدار بن کے اُٹھی ہے

نہ دے گی ظلم کو بڑھنے کا راستہ زینبؑ
قدم قدم پہ بنا دے گی کربلا زینبؑ

زمانہ دیکھ لے مجبور و بے وطن کا جہاد
بغیر تیغ و سناں ایک خستہ تن کا جہاد
نثار ایسی وِغا پر شبہ زَمَنؑ کا جہاد
کہو حسینؑ سے دیکھیں ذرا بہن کا جہاد

جہاں میں چشمۂ آبِ حیات کھول دیئے
بندھا کے ہاتھ صداقت کے ہاتھ کھول دیئے

نہ تخت کو ہے سکوں اور نہ تاج کو ہے قرار
یزیدیت کو کہیں بھی نہیں ہے جائے فرار
نہ کام آئیں گے خنجر نہ تیر اور تلوار
اٹھی ہے شام کی گلیوں میں الاماں کی پکار

اسیرِ غم دلِ بیدار لے کے اُٹھی ہے
غمِ حسینؑ کی تلوار لے کے اُٹھی ہے

اکیلی تھی مگر اک کائنات لے کے چلی
پیام روزہ و حج و زکوٰۃ لے کے چلی
غمِ حسینؑ کا سرمایہ ساتھ لے کے چلی
اجل کی گود سے نکلی حیات لے کے چلی

خدا کے دین کے جادے اسیر ہو نہ سکے
گلا بندھا تھا ارادے اسیر ہو نہ سکے

چلی جو قید سے چھُٹ کر۔ بتولؑ کی دختر
پکارتی تھی کہ بھیا اکیلی ہے خواہر
کہا ہو عونؑ ومحمدؑ اٹھو علی اکبرؑ
بٹھائے کون مجھے ہائے اب عماری پر

بہن کو کرنی ہے فریاد اپنے بھائی سے
کوئی پکار لے عباسؑ کو ترائی سے

ہے نیل بازوؤں پہ جو چھپاؤں گی کیسے
وطن میں حالِ مصیبت سناؤں گی کیسے
کلائی زخمی ہے اب تک دکھاؤں گی کیسے
بہن حسینؑ کی ہوں یہ بتاؤں گی کیسے

جو مجھ سے پوچھے گی صغریٰ کدھر گئے بابا
کہوں گی کیسے میں ہائے کہ مر گئے بابا

بتاؤں کیسے میں کس کس کو کھو کے آئی ہوں
پلے تھے گود میں جو اُن کو رو کے آئی ہوں
بھنور میں اپنا سفینہ ڈبو کے آئی ہوں
دیارِ غیر میں بے پردہ ہو کے آئی ہوں

پکارو بے کس و لاچار بے وطن مجھ کو
کوئی نہ اب کہو عباسؑ کی بہن مجھ کو

maablib.org

نوحہ

وہی دشت ہے وہی دھوپ ہے وہی گھرانہ ہے
مشکیزے سے تیر کا رشتہ بہت پرانا ہے

غیروں کے کردار سے ہم نے یہ پہچانا ہے
ایک حقیقت آلؑ ہے باقی سب افسانہ ہے

ہمیں عزا سے کام انہیں پتھر برسانا ہے
نیکی اور بدی کا رشتہ بڑا پرانا ہے

اہلِ ستم آمادۂ شَر ہیں اہل تولا جا گو
نام علیؑ کا لیکر طوفاں سے ٹکرانا ہے

نام علیؑ تو سب لیتے ہیں مومن ہو یا کافر
اصل مودت ذات علیؑ میں ضم ہو جانا ہے

جلتے خیمے، پیاسے بچے، ننگے سر بیوائیں
اجرِ رسالت جسکی وِلا ہے وہی گھرانا ہے

کیسے کوفہ سے گذرے گی ننگے سر شہزادی
بنتِ علیؑ یہ شہر ترا جانا پہچانا ہے

بے شک باپ کی موت سکینہ سخت بہت ہے لیکن
بی بی تجھ کو قیدی بن کر شام میں جانا ہے
یادِ پسر میں آہیں بھر کر کہتی تھی یہ لیلیٰ
ایسے زندہ رہنے سے بہتر مرجانا ہے
نانا کے روضے پہ کھڑی یہ سوچ رہی ہیں زینبؑ
وہ بھی ایک زمانہ تھا، اک یہ بھی زمانہ ہے

سلام

شدتِ درد سے کیوں دَرد کے منظر نہ جلے
جل گئے خیمۂ سادات سمندر نہ جلے

میں ثناخواں ہوں علی ابنِ ابی طالبؑ کا
سدرۂ جاں سے گذر کر بھی میرے پَر نہ جلے

عشقِ حیدرؑ میں حسد رَشک پہ غالب نہ ہوا
معرفت دیکھ کے سلمانؓ کی، بوذرؓ نہ جلے

روشنی ہو نہ سکے گی کبھی اُن آنکھوں میں
جب تلک حق کا دیا قلب کے اندر نہ جلے

بے سبب حجرۂ درویش جلانے والوں
دیکھنا اپنے چراغوں سے کہیں گھر نہ جلے

جبر کو ایک زمانے سے غلط فہمی ہے
صبر تو آتشِ نمرود کے اندر نہ جلے

تم بدل دینا میرا نام سرِ مقتلِ حق
گریۂ خوں سے اگر ظلم کا خنجر نہ جلے

لب پہ زینبؑ کے سرِ شامِ غریباں تھی دُعا
اے خدا سید سجادؑ کا بستر نہ جلے

اس قدر آگ لگاؤ نہ زمیں پر لوگوں
اس کے شعلوں سے کہیں عرش کی چادر نہ جلے

گُل کئے شاہؑ نے جب خیمۂ اطہر کے چراغ
روشنی کے لیے اب ماہِ منور نہ جلے

اشک آنکھوں میں لئے کہتی تھی زینبؑ سے ربابؑ
آتشِ ظلم سے گہوارۂ اصغرؑ نہ جلے

فکرِ انصرؔ کو بصد شوق کہو کارِ زیاں
اس کے اشعار سے گر منکرِ حیدرؑ نہ جلے

سلام

تھی زندگی وہی اک پل جو حر گزار گیا
جگہ ارم میں ملی عاقبت سنوار گیا

کسے مجالِ سخن بعدِ خطبہ زینبؑ
اشارتاً بھی جو کہہ دے حسینؑ ہار گیا

فدک تھا ظرفِ بشر ناپنے کا پیمانہ
یہ بات کم ہے کہ یاروں کا اعتبار گیا

حسینیت کے نتائج تھے سامنے لیکن
یزیدیت کو انا کا خیال مار گیا

عجیب بات ہے فاتح اسی کو کہتے ہو
جو اِک تبسمِ اصغرؑ سے جنگ ہار گیا

نظامِ فکرِ پیمبرؐ بدل دیا یکسر
یزیدیت سے شریعت کا اقتدار گیا

وفائے عہد میں سر دے کے دلبرِ زہراؑ
جو قرض تھا سرِ مقتل اسے اتار گیا

گرا ہے خاک پہ لیلیٰؑ تیرا علی اکبرؑ
خزاں کی گود میں پروردۂ بہار گیا

ترے اثر کا ٹھکانہ ہے کچھ غمِ شبیرؑ
کہ جو گیا تیری مجلس سے اشک بار گیا

درِ حسینؑ پہ انورؔ جنابِ حُرؑ کی طرح
پلٹ کے پھر نہیں آیا جو ایک بار گیا

سلام

حسینؑ ابن علیؑ عرش آشیاں ہے
میں والوں کے سر پر آسماں ہے

نظر میں کربلا ہے اور ہم ہیں
سرِ منزل ہمارا کارواں ہے

نہیں ہے جس کے دل میں حُبِّ حیدرؑ
عبادت اس کی سعیٔ رائیگاں ہے

علیؑ کی ایک ضربِ یومِ خندق
دو عالم کی عبادت سے گراں ہے

حبیب ابن مظاہرؓ رن میں آئے
ضعیفی ہے مگر ہمت جواں ہے

جہاں میں ذکر اصغرؑ کا رہے گا
کہ مظلومی زبانِ بے زباں ہے

بس اب کچھ دیر کے مہماں ہیں اکبرؑ
لب پر دم ہے سینے میں سناں ہے

کہیں کیا اُمِ لیلیٰؑ سے شہِ دیںؑ
یہ ماں کی مامتا کا امتحاں ہے

قیامت ہو اگر عباسؑ دیکھیں
سکینہؑ کے گلے میں ریسماں ہے

علی اصغرؑ کا گہوارہ جہاں تھا
وہاں اب جلتے خیموں کا دُھواں ہے

لہو گرما دیا ہے جس نے ساحرؔ
شہیدِ کربلا کی داستاں ہے

maablib.org

سلام

رکھا ہے نبوت کا بھرم نوکِ سِناں پر
تُو نے سرِ شہؑ ہو کے علم نوکِ سِناں پر

اک تم ہی نہیں اہلِ حرم نوکِ سِناں پر
دی حق نے صدا ساتھ ہیں ہم نوکِ سِناں پر

دیکھا جو سرِ شاہِ اُمم نوکِ سِناں پر
دُنیا کی جبیں ہوگئی خم نوکِ سناں پر

دیکھا نہ رہِ شام میں زینبؑ نے کسی سمت
نظریں رہیں ہر ایک قدم نوکِ سِناں پر

تم غور سے دیکھو تو شہیدوں کے سروں کو
وراق ہیں قرآں کے علم نوکِ سِناں پر

رکھی ہے بِنا کعبۂ تسلیم و رضا کی
تم نے بخدا اہلِ حرم نوکِ سِناں پر

عدا نے کیا تھا جنھیں مقتل میں پریشاں
آیات ہوئی ہیں وہ بہم نوکِ سِناں پر

روداد الم کیوں نہ لکھیں دل کے لہو سے
اس وقت بھی ہیں اہلِ قلم نوک سناں پر

تاثیر غم شہ نے عطا کی ہے یہ معراج
ہر لحہ رہے زیست میں ہم نوک سناں پر

maablib.org

نوحہ

سجدے سے سرکسی کا اٹھا روشنی ہوئی
عشرہ کی صبح آئی قیامت بنی ہوئی

وہ سامنے حسینؑ کے میدان کربلا
دل میں وہ کربلائے محبت بسی ہوئی

وقت نماز عصر کا آنکھوں کو انتظار
کانوں میں وہ اذاں علی اکبرؑ کی دی ہوئی

بر میں قبا تو سر پہ عمامہ رسولؐ کا
تحت الحنک بندھی ہوئی زلفیں کھلی ہوئی

وہ رخصت حسینؑ وہ پردہ اٹھا ہوا
خیمہ میں یا علیؑ کی صدا گونجتی ہوئی

دست جہاں پناہ میں اسلام کی نجات
راہ خدا ثبات قدم سے لگی ہوئی

وہ گرد و پیش مجمع ارواح انبیاؑ
دنیا ادب سے حدنظر پر رکی ہوئی

الٹی ہوئی وہ اکبرؑ و قاسمؑ کی آستیں
عباسؑ نامدار کی تیوری چڑھی ہوئی

پانی کی بندشوں پہ حقارت کی اک نظر
عزت کی موت سے وہ نگاہیں لڑی ہوئی

اک ذات سرفروش اور اک ذات کردگار
مرکز سے کائنات دو عالم ہٹی ہوئی

سجدہ کہ جس پہ سجدۂ کون ومکاں نثار
حیرت سے کربلا کی زمیں دیکھتی ہوئی

وہ نفسِ مطمئن کا سرِ عرش سے خطاب
جنبش سی وہ لبوں کو وہ گردن ڈھلی ہوئی

مخمس

کعبۂ دین ہے نمائندہ داور ہے حسینؑ
جادۂ حق رہ ایثار کا رہبر ہے حسینؑ
مالک باغِ جناں ساقی کوثر ہے حسینؑ
ہادیٔ کون و مکاں شافع محشر ہے حسینؑ
خود پیمبرؐ تو نہیں جانِ پیمبرؐ ہے حسینؑ

جب مٹانے لگے بے دین شریعت کے اصول
خشک ہونے لگے ایماں کے مہکتے ہوئے پھول
آ گیا رَن میں حفاظت کے لئے جانِ بتولؑ
صبحِ عاشور یہی آتی تھی آواز رسولؐ
ڈوبتی کشتیٔ اسلام کا لنگر ہے حسینؑ

راستہ حق و صداقت کا دکھایا تم نے
راز جینے کا زمانے کو بتایا تم نے
کفر کے سامنے سر کو نہ جھکایا تم نے
کس طرح لاشۂ اکبرؑ کو اٹھایا تم نے
آدمی آج بھی یہ سوچ کے ششدر ہے حسینؑ

جس گھرانے کا ہو دربان فرشتوں کا امام
جس کی مادر کی کنیزی میں رہیں حوریں مدام
یہ مسلماں کے لئے کتنا ہے عبرت کا مقام
ثانیٔ زہراؑ کہے ابن مظاہرؓ کو سلام
کس مصیبت کی گھڑی اس گھڑی تم پر ہے حسینؑ

غم کے افسانے کو حاصل ہوا عنوانِ وفا
دم سے عباسؑ کے دنیا میں بڑھی شانِ وفا
سرخرو آج بھی ہے روحِ وفا جانِ وفا
مرتے دم تک نہ چھٹا ہاتھوں سے دامانِ وفا
ہے جہاں مشک وہیں لاشِ برادر ہے حسینؑ

یہ ستم وہ ہے فلک لرزاں ہے ہلتی ہے زمیں
گھر گیا نرغۂ کفار میں خورشیدِ یقیں
جس نے اٹھارہ برس پالا تھا وہ بس میں نہیں
دیکھو ہمشیرؑ نہ خیمے سے نکل آئے کہیں
خوں میں ڈوبا ہوا ہمشکلِ پیمبرؐ ہے حسینؑ

منتظر ہے درِ خیمہ پہ ابھی تک مادر
اب بھی بچے کی طرف اٹھتی ہے مایوس نظر
چین اب آئے گا اس کوکھ جلی کو کیونکر
خوں میں ڈوبی ہوئی تھرّاتے ہوئے ہاتھوں پر
ماں کے ارمانوں کی میت ہے کہ اصغرؑ ہے حسینؑ

کیسا خاموش ہے ہمشکلِ نبیؐ شیریں مقال
کیوں اب آتا نہیں عباسِ دلاورؑ کو جلال
میرے بیرن میرے ماں جائے میرے نیک خصال
کیا تمھیں بھی نہیں اب رانڈوں کے پردے کا خیال
دیکھو دربار میں ہمشیرؑ کھلے سر ہے حسینؑ

ہائے ناداں کا چھدا جس پہ گلو ایسی زمیں
جس پہ قربانیاں دیتا رہا تُو ایسی زمیں
جس میں شامل ہے پیمبرؐ کا لہُو ایسی زمیں
جس پہ صدقے ہو جہانِ گل و بُو ایسی زمیں
میری نظروں میں وہ فردوس سے بہتر ہے حسینؑ

کتنے بھیجے گئے عالَم میں ہدایت والے
رہِ وحدت میں چلے کتنے رسالت والے
کرگئے کارِ خدا کتنے نبوت والے
جتنے میکشؔ ہوئے دنیا میں عبادت والے

ایک ہی سجدے میں ان سب کے برابر ہے حسینؑ

نوحہ

رہِ ثبات میں کتنوں کی یادگار بنی
کسی کی طوق کسی کے گلے کا ہار بنی

ہے انتقامِ جمل دوستو ابھی جاری
جب ہی تو فرشِ عزا ظلم کا شکار بنی

گلے کا طوق سمجھتے تھے جس کو شام کے لوگ
ہوئی جو صبح وہی طوق ذوالفقار بنی

اسیر کرکے جسے لے گیا تھا ابنِ زیاد
اُسی کے پیر کی بیڑی گلے کا ہار بنی

قدم قدم پہ اذیت کا سامنا تھا مگر
کھلی زباں تو شہنشاہیت شکار بنی

زباں نے طوقِ گرانبار کے لیئے بوسے
وفا قدم سے لپٹ کر وفا شعار بنی

جہاں پہ بستۂ زنجیر پاء برہنہ تھا
وہاں کی خاک جبینوں کی یادگار بنی

اُسی کا لعل ہے اِس وقت سارباںِ حرم
وہ جس کے ہاتھ میں زلفِ نبیؐ مہار بنی

کوئی یہ پوچھے تو تاریخِ کربلا سے کبھی
کہ جیت کس کے لیے اور کس کی ہار بنی

ہے ایک حاکمِ دربار دوسری قیدی
بتاؤ کون سی ہستی ہے شاہکار بنی

ہمیں مصائبِ دنیا سے کب گلہ زیدیؔ
ہمارا گھر رہِ اشکوں کی رہ گزار بنی

maablib.org

سلام

کیا نمازِ شاہؑ تھی ارکانِ ایمانی کے ساتھ
دل بھی جھک جاتا تھا ہر سجدے میں پیشانی کے ساتھ

حشر تک زندہ ہے تیرا نام اے ابنِ رسولؐ
کرچکا ہے تُو وہ احساں نوعِ انسانی کے ساتھ

ن کے آگے دولتِ دنیا کا ذکر او ابن سعد
کھیلتی ہیں جن کی ٹھوکر تاجِ سلطانی کے ساتھ

غیرتِ حق کو کہیں دیکھو نہ آجائے جلال
ظالمو! ہولی نہ کھیلو خونِ انسانی کے ساتھ

ہمت معصومؑ کو فاسق سے کیا خوف و خطر
یہ سفینہ مضحکہ کرتا ہے طغیانی کے ساتھ

صرف رو لینے سے قوموں کے نہیں پھرتے ہیں دن
خوں فشانی بھی ہے لازم اشک افشانی کے ساتھ

آنکھ میں آنسو ہوں سینے میں شرارِ زندگی
موجۂ آتش بھی ہو، بہتے ہوئے پانی کے ساتھ

اہلبیت پاکؑ کی ہر سانس کو اے مدعی
ہاں ملا کے دیکھ لے آیاتِ قرآنی کے ساتھ

جوشؔ ہم ادنیٰ غلامانِ علیؑ مرتضیٰؑ
تمکنت سے پیش کرتے ہیں جہاں بانی کے ساتھ

maablib.org

نوحہ

دُعاؤں کا سلیقہ تب نہیں تھا
کوئی بیمار آخر کب نہیں تھا

بحنین و خیبر و خندق سے پوچھو
میرا مولاؑ کہاں اور کب نہیں تھا

اِدھر پل بھر کو چمکی تیغِ حیدرؑ
اُدھر دیکھا سرِ مرحب نہیں تھا

اُنہیں کو بخش دی تم نے حکومت
جنہیں اسلام سے مطلب نہیں تھا

پلٹ آئے علم لے کر مسلماں
نصیری کا جہاں پہ رب نہیں تھا

بچا کر جان بھاگ آیا اُحد سے
وہ کافر کیا مسلمان تب نہیں تھا

بُرا انجام ہو شیطان تیرا
وہ چاہا جو ترا منصب نہیں تھا

یہ فرش و عرش سورج چاند تارے
علیؑ کا نور تھا یہ سب نہیں تھا

ازل سے پی رہے ہیں پینے والے
کھلا مے خانۂ خُم کب نہیں تھا

سرِ اسلام تھا مشقِ ستم پر
نشانہ یہ سرِ زینبؑ نہیں تھا

ملا جب بانوئے مضطر کو پانی
وہ ششماہہ وہ تشنہ لب نہیں تھا

اذاں سُن کر یہی کہتی تھی لیلیٰ
علی اکبرؑ سا شیریں لب نہیں تھا

تیری تقدیر اے شامِ غریباں
جلانے کو چراغِ شب نہیں تھا

maablib.org

نوحہ

تمام خلق کا خدمت گذار ہے پانی!
رگوں میں خون بدن میں نکھار ہے پانی!
گلوں میں حُسن چمن میں بہار ہے پانی!
نمو کی بزم میں پروردگار ہے پانی!
نگاہِ خلق سے غائب جو ہے فضاؤں میں!
امامِ غیبؑ کا بھرتا ہے دَم ہواؤں میں!
شکوہِ دجلہ و فخرِ فرات ہے پانی!
گلوں کی جان ہے شبنم کی ذات ہے پانی!
میری زبان میں شہد و نبات ہے پانی!
فنا کے خضرؑ میں آبِ حیات ہے پانی!
یہ روح قلب کی ہے تشنگی کے قطروں میں
حیات بستی ہے اس کے لطیف قطروں میں

کبھی مسیحا کے نسخے میں موجِ رحمتِ حق!!
کبھی مریض کی آنکھوں میں وجہہِ سدِ رمق!
کبھی افُق کی تراوٹ کبھی ہے رنگِ شفق!
کبھی شراب کبھی شیخ کی جبیں کا عرق
کبھی عرسَت کے مستوں کی روحِ مینا ہے
کبھی علیؑ کا مہکتا ہوا پسینہ ہے!

جو پھینک دے کوئی اس کو بہ ذلّت و خواری
وہ غم میں ہو تو کرے پھر یہ اُس کی غمخواری
ہر ایک مسلم و کافر سے ہے روَداری!
نبیؐ و آلِ نبیؐ کا یہ فیض ہے جاری!
جناب فاطمہ زہرہؑ کا مہر ہے پانی
جو اُن سے بغض رکھے اس کو زہر ہے پانی

جو ریگِ گرم میں دم بھر نہ یہ کسی کو ملے
تڑپ کے قافلۂ تشنہ کام دم توڑے
جو کاروانِ مدینہ کی چھاگروں میں رہے
عطش میں حرؑ کے رِسالے کو زندگی بخشے
فرات میں تو ہے ارماں کسی خزینہ کا
چچا کی مشک میں ہے آسرا سکینہؑ کا

دہم کی صبح کو یہ تشنگی کا عالم تھا!
زباں تھی اینٹھی ہوئی خشک خاردار گلا!
جو بات کرتے تھے لگتا تھا خوں میں نشتر سا
رَجز کا وقت جو آیا بہا دیئے دریا!
بڑھے جو سیل کی صورت اٹھا کے سینوں کو
ڈبو دیا عرقِ شرم میں لعینوں کو!
پڑا تھا جھولے میں ایک شیر خوارِ جانِ علیؑ
یہ چھ مہینے کی جاں اور بلائے تشنہ لبی!
لگی تھی پیاس سے ہچکی، ڈھلا تھا منہ بھی
یہ ضعف تھا کہ نہ کھلتی تھی آنکھ اصغرؑ کی!
بلکنا چاہتے تھے اور بلک نہ سکتے تھے!
حسینؑ پاس سے بچے کے منہ کو تکتے تھے!
سپاہِ شام کو صورت دکھا کے بچے کی
کہا کہ وہ بھی سُنے جو کہ ہے شقی سے شقی
یہ چھ مہینے کا گل اور یہ جان ننھی سی!
ہمارے ساتھ ہے پامالِ جورِ تشنہ لبی!
یزیدیو! یہ گلِ تر بہت نیا سا ہے
قصور کچھ نہیں اور تین دن سے پیاسا ہے

یہ سُن کے سب نے جو دیکھا نظر اٹھا کے اُدھر
شقی بھی رو دیئے دل تھام تھام کر اکثر
کمان اتنے میں کڑکی بپا ہوا محشر!!
گلے پہ تیر لگا مسکرا دیئے اصغرؑ

حسینؑ بولے کہ اس زخم کے فدا بیٹا!
تمہاری پیاس بجھی حلق تر ہوا بیٹا!

کوئی رفیق نہ ہمدم نہ مونس و یاور
فقط صغیرؑ کا لاشہ تھا اور داغِ جگر
علیؑ کی تیغ سے بولے اِمامِ جن و بشر
بس اب سنبھل کے بناتے ہیں تربتِ اصغرؑ

یہ کہہ کے بارِ بلائے کثیر کھینچ لیا
پسر کے حلق سے صابر نے تیر کھینچ لیا!

غضب کی جا ہے کہ یہ کلفتیں اٹھائے حسینؑ
علیؑ کی تیغ سے خود ایک لحد بنائے حسینؑ!
اُتارے قبر میں بیٹے کو باپ ہائے حسینؑ!
نہ جُز رضا نہ قضا کچھ نظر میں لائے حسینؑ

نہ تھا چھڑکنے کو پانی پسر کی تُربت پر
چڑھائے آنسوؤں کے پھول ننھی تُربت پر

خیالِ آب جو تھا یاد آ گئے بھائی!!
نگاہِ آس ترائی سے جا کے ٹکرائی!
زمین لرز گئی غازی کی لاش تھرائی!
تڑپ کے غیرت انسانیت پہ چلائی!
ارے فرات کے کم ظرف و بد گوہر پانی!
نہ مل سکا علی اصغرؑ کو ڈوب مر پانی!

maablib.org

التماس سورۂ فاتحہ

حسن علی وکالیہ ابن جیوانی وکالیہ، امینہ بائی بنت علی محمد شاھو،
وزیر علی چوھدری ابن نھتو چوھدری ملیکہ بائی بنت ولی بھائی،
فضل حسین ابن ڈوسن بھائی، معصومہ بائی بنت راج محمد،
اکبر علی موسی ابن محمد علی موسی، ذوالفقار علی ابن نذر علی، آلِ ھانی ابن روشن علی دریانی،
مرحوم روشن علی نظیری ابن شیر علی نظر علی، فاطمہ بیگم بنت انور آغا، سونا شیخ، نور بی بی،
گل محمد ابن سونا شیخ، مصطفی حسن موسوی ابن مرتضیٰ موسوی، قدسیہ بیگم بنت انور آغا،
اصغر مرزا ابن فریدوں مرزا، سید حسن علی زیدی ابن سید مقصود علی زیدی،
سیدہ بیگم بنت قرار حسین زیدی، نفیس بانو بنت سید ہدایت حسین رضوی،
رضا حسین چوھدری ابن وزیر علی چوھدری، زھرہ بیگم بنت اقرار حسین،
سید غضنفر ابن ظفر حسین جعفری، مومنہ خاتون بنت نواب اختر حسین رضوی،
سید محمد مہدی ابن شہریار حسین زیدی،
سید محمد حیدر نقوی (سخن فتحپوری) ابن افضال حیدر نقوی،
سیدہ الماس رہرہ رضوی بنت سید شمس الحسن رضوی، والیہ بیگم بنت قمر الدین حیدر،
سید علی نقوی ابن سید منظور حسین، سید منظور حسین ابن سید محمد اصغر،
سید انصر حسین ابن سید محمد رضی، سید علی رضا ابن سید منظور حسین،
سید محمد حسین عابدی ابن سید جعفر حسین عابدی،

سید صغیر حیدر زیدی ابن سید یاور حسین زیدی،

سیدہ شیریں سلطانہ بنت سید حامد حسین نقوی

سید امید الحسن رضوی ابن سید خورشید حسین رضوی، بلقیس جہاں بنت رضا رضوی،

عابدہ بیگم بنت صادق حسین، نسیم فاطمہ بنت اکرام حسین،

دولت بانو بنت رمضان علی، خادم حسین ابن نذر حسین چودھری،

ریحانہ بائی بنت غلام علی،

التماس سورہ فاتحہ

مرحوم مولانا حسن امداد، مرحوم مجاہد لکھنوی، مرحوم تجمل لکھنوی،

مرحوم حامد لکھنوی، مرحوم ہزار لکھنوی، مرحوم یاور اعظمی، مرحوم ظفر جونپوری،

مرحوم تاثیر نقوی، مرحوم نسیم امروہی، مرحوم اصغر لکھنوی،

مرحوم وصی فیض آبادی، مرحوم قمر جلالوی، مرحوم فیض آبادی،

مرحوم حسن صاحب، مرحوم محسن اعظم گڑھی، مرحوم سید سجاد احمد رزمی،

مرحوم مرزا غلام حسین، مرحوم نجم آفندی، مرحوم جوش ملیح آبادی،

میں فاطمہ زہرا کی دعاؤں کا اثر ہوں

مرحوم سید علی محمد رضوی (سچے بھائی)

انجمن ذوالفقار حیدری

www.sachaybhai.com